ڈاکٹر عبدالمقیت شاکر علیمی
اقبالؒ کا تصورِ فقر

اقبال کا تصورِ فقر

[قرآن وحدیث کی روشنی میں]

مصنف

ڈاکٹر محمد عبدالمقیت شاکر علیمی

موضوع: اقبال کا تصورِ فقر
مصنف: ڈاکٹر محمد عبدالمقیت شاکر علیمی
اشاعت: فروری ۲۰۱۰ء
تعداد: پانچ صد
قیمت: ساٹھ روپے
مطبع: ہاشمی آرٹ پریس، کراچی

ناشر
بزم تخلیق ادب پاکستان
پوسٹ بکس نمبر 17667، کراچی۔ 75300
e-mail:mearajami@yahoo.co.uk
Cell: 0321-8291908

انتساب

والدِ ماجد مولانا ابوالعلاء محمد عبدالعلیم ندوی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام جن کی تربیت سے حدیث سے شغف پیدا ہوا

اور استادِ گرامی پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں رحمۃ اللہ علیہ

کے نام جن کی توجہ سے ادب و شاعری کو قرآن و حدیث

کے تناظر میں دیکھنے کی طرف مائل ہوا۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

فقر و راہبی

کچھ اور چیز ہے شاید تیری مسلمانی
تری نگاہ میں ہے ایک فقر و رہبانی

سکوں پرستیٔ راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

پسند روح و بدن کی ہے وانمود اس کو
کہ ہے نہایتِ مومن خودی کی عریانی

وجود صیرفیٔ کائنات ہے اس کا
اسے خبر ہے یہ باقی ہے اور وہ فانی

اسی سے پوچھ کہ پیشِ نگاہ ہے جو کچھ
جہاں ہے یا کہ فقط رنگ و بو کی طغیانی!

یہ فقر مردِ مسلماں نے کھو دیا جب سے
رہی نہ دولتِ سلمانی و سلیمانی!

اقبال کا تصورِ فقر، قرآن وحدیث کی روشنی میں

اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ قرآن وسنت ہے اللہ رب العزت نے انسان کی صلاح وفلاح کے لیے قرآن حکیم نازل فرمایا اور اس کی عملی صورت کو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ساقی کوثر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ہمارے درمیان زندہ جاوید بنادیا۔ اب زندگی کی کوئی صورت ہو اس کو اسی تناظر میں دیکھنا پڑے گا، کوئی مسئلہ ہو اس کی تشریح وتعبیر انھیں دونوں حوالوں سے کرنی پڑے گی، یہی وہ منہاج ہے جو ''زندگی'' کے کل احوال واعمال کی سمت متعین کرتا ہے، انسان کی جملہ فکری وعملی کاوشیں، اظہار خیال کی تمام لطیف صورتیں اسی وقت معتبر ہوں گی جب قرآن وحدیث کے بتائے ہوئے متعین راستے سے گزر کر زندگی کو مرتب کرے اور خوبصورت وخوش نما بنائے۔ اس سے ہٹ کر ہر عمل نامعتبر، لغو اور بولہبی ہے۔ بقول اقبال:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نر سیدی تمام بولہبی است

علامہ اقبال شاعر ہیں، فلسفی ہیں ان کی شاعری، ان کا فلسفہ، ان کے نظریات وخیالات تسکین قلب وتفریح دماغ کے لیے نہیں بلکہ ساری فکر کا مرکز ومحور ''زندگی'' ہے۔ ان کی تمام تر فکری کاوشیں اسی لیے ہیں کہ زندگی کے مسائل سے مسلمان بطریق احسن عہدہ برآ ہو جائے، وہ موجودات کے حقائق سے آنکھیں بند نہیں کرتے بلکہ ان کا بغور مطالعہ کرتے ہیں اور جہد وعمل کی ایسی ایسی راہیں تلاش کرتے ہیں جو زندگی کے ارتقاء میں معاون ثابت ہو۔ ان کی تمام تر شاعری قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے۔ وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حیات انسانی کو اس بلند ترین نصب العین سے واقف کرانا چاہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے خود انسان کے لیے متعین کیا ہے۔ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیفَۃً۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بچپن ہی سے ان کے دل میں قرآن وسنت کی محبت کا تخم بو دیا گیا تھا، اسی کے سائے میں ان کی شخصیت کی تعمیر ہوئی۔ انگریزی کی اصطلاح Personal Element کو علامہ نے شخصی عنصر سے تعبیر کیا ہے اور اس کے مفہوم کی اس طرح وضاحت کی ہے۔

''یعنی شخصی عنصر سے مراد وہ اشعار ہیں جن میں مصنف کے ذاتی حالات واکتساب فیض کا اشارہ یا ذکر ہو''۔

اور بلاشبہ علامہ کی شخصیت میں یہ دونوں عنصر (قرآن وحدیث) گھلے ملے ہیں۔ وہ عشق رسول اور قرآن حکیم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ بچپن ہی سے بڑی لذت اور دل سوزی سے قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے تھے۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے علامہ اقبال کی ابتدائی زندگی کے دوواقعے بیان کیے ہیں جو خود علامہ نے انھیں سنائے تھے۔

''سفر کابل کی واپسی میں قندھار کا ریگستانی میدان طے ہو چکا تھا اور سندھ وبلوچستان کے پہاڑوں پر ہماری موٹریں دوڑ رہی تھیں۔ شام کا وقت تھا، ہم دونوں ایک ہی موٹر میں بیٹھے تھے۔ روحانیات پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ارباب دل کا تذکرہ تھا کہ موصوف نے بڑے تاثر کے ساتھ اپنی زندگی کے دوواقعے بیان کیے۔ میرے خیال میں یہ دونوں واقعے ان کی زندگی کے سارے کارناموں کی اصل بنیاد تھے۔

فرمایا، جب میں سیالکوٹ میں پڑھتا تھا تو صبح اٹھ کر روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا۔ والد مرحوم اپنے اوراد ووظائف سے فرصت پا کر آتے اور مجھے دیکھ کر گزر جاتے۔ ایک دن صبح کو وہ میرے پاس سے گزرے تو مسکرا کر فرمایا کہ کبھی فرصت ملی تو میں تم کو ایک بات بتاؤں گا۔

میں نے دوچار دفعہ بتانے کا تقاضا کیا تو فرمایا، جب امتحان دے لوگے ،تب۔ جب امتحان دے چکا اور لاہور سے گھر آیا تو فرمایا، جب پاس ہو جاؤ گے ۔ جب پاس ہو گیا اور پوچھا، تو فرمایا، بتاؤں گا۔ ایک دن صبح کو حسب، دستور قرآن کی تلاوت کر رہا تھا تو وہ میرے پاس آگئے اور فرمایا،

بیٹا، کہنا یہ تھا کہ جب تم قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ قرآن تم ہی پر اترا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود تم سے ہم کلام ہے۔ ڈاکٹر اقبال کہتے تھے کہ ان کا یہ فقرہ میرے دل میں اُتر گیا اور اس کی لذت دل میں اب تک محسوس کرتا ہوں۔ یہ تھا وہ تخم جو اقبال کے دل میں بویا گیا اور جس کی تناور شاخیں پہنائے عالم میں ان کے موزوں نالوں کی شکل میں پھیلی ہیں۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ باپ نے ایک دن بیٹے سے کہا میں نے تمھارے

پڑھانے میں جو محنت کی ہے، تم سے اس کا معاوضہ چاہتا ہوں۔لائق بیٹے نے بڑے شوق سے پوچھا وہ کیا ہے؟

باپ نے کہا۔کسی موقع پر بتاؤں گا۔چناں چہ انھوں نے ایک دفعہ کہا میری محنت کا معاوضہ یہ ہے کہ تم اسلام کی خدمت کرنا۔بات ختم ہوگئی۔

ڈاکٹر اقبال کہتے تھے کہ اس کے بعد میں نے لاہور میں کام شروع کیا۔ساتھ ہی میری شاعری کا چرچا پھیلا اور نوجوانوں نے اسے اسلام کا ترانہ بنایا، لوگوں نے نظموں کو ذوق وشوق سے پڑھا اور سنا اور سامعین میں ولولہ پیدا ہونے لگا۔انھیں دنوں میں میرے والد مرض الموت میں بیمار ہوئے،

میں ان کو دیکھنے کے لیے لاہور سے آیا کرتا تھا۔ایک دن میں نے پوچھا کہ والد بزرگوار آپ سے جو میں نے اسلام کی خدمت کا عہد لیا تھا، وہ پورا کیا، یا نہیں؟ باپ نے بسترِ مرگ پر شہادت دی کہ جانِ من، تم نے میری محنت کا معاوضہ ادا کر دیا۔کون انکار کرسکتا ہے کہ اقبال نے ساری عمر جو پیغام ہم کو سنایا وہ انھیں دو متنوں کی شرح تھی۔[۱]

علامہ اقبال نے بالِ جبریل میں اس کو اس طرح نظم کیا ہے:

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی، نہ صاحبِ کشاف

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم لکھتے ہیں:

''راقم الحروف کو ان کے والد ماجد شیخ نور محمد صاحب سے ملنے کا بھی اتفاق ہوا، جس زمانے میں علامہ اقبال انارکلی میں رہتے تھے۔وہ درحقیقت اسم بامسمٰی تھے، نورِ محمد ان کے چہرے پر متجلّی تھا، ایک محمدی کیفیت ان میں یہ بھی تھی کہ وہ نبی اُمّی کی طرح نوشت وخواند کے معاملے میں اُمّی تھے۔وہ خدا رسیدہ صوفی تھے۔پاکیزہ اسلامی تصوف کا ذوق اقبال کو باپ سے ورثے میں ملا''۔[۲]

ایک اُمّی کی یہ نصیحت کہ ''قرآن اس طرح پڑھو گویا وہ تم پر نازل ہو رہا ہے۔'' حیرت انگیز ہی تو ہے اس کو سن کر کس کی طبیعت میں انقلاب پیدا نہیں ہوگا۔مولانا رومؒ نے عارف کامل کی یہ صفت بیان کی ہے۔

بزیرِ کنگرۂ کبریاش مردانند
فرشتہ صید و پیمبر شکار و یزداں گیر

یعنی وہ شکاری ہوتے ہیں پہلے تو وہ اپنے نفس لمارہ کا شکار کرتے ہیں پھر فرشتوں کو زیر دام لانے کے لیے کوشاں ہوتے ہیں۔اس کے بعد پیغمبرانہ صفات کے حصول کے لیے انبیاء کا شکار کرتے ہیں اور آخر میں اللہ تعالیٰ کو اپنے اندر محیط کر لیتے ہیں۔ تَخَلَّقُوا بِاَخلَاقِ اللّٰہ: انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلق پر پیدا کیا ہے۔اس کا یہی مفہوم ہے۔

علامہ اقبال کو قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق ہے۔انھوں نے اپنی شاعری میں جگہ جگہ اس کا اظہار کیا ہے۔وہ عشق کو جملہ کمالات کا منبع اور تمام فیوض و برکات کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔عقل بے مایہ امامت کی ہرگز سزاوار نہیں ہے، اس سے انسان ٹھوکریں کھاتا ہے۔عشق ہی ہے جو کائنات کے جملہ اجسام کی حرکت اور ان کے عمل کا روح رواں ہے یہ زندگی کے تمام شعبوں میں کامیابی سے ہم کنار کرتا ہے۔زندگی کی رونقیں تمام تر اسی کے دم سے ہیں:

عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گل تابناک
عشق ہے صہبائے خام، عشق ہے کاس الکرام

اقبال کے قلب پر عشق کی یہ عظمت جب منعکس ہوتی ہے تو وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب جاتے ہیں اسی کو ایمان کی تکمیل اور معراج انسانیت تصور کرتے ہیں۔اُن کے نزدیک عشق و مستی کی تمام کیفیات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور ہیں مثنوی ''مسافر'' میں کہتے ہیں:

می ندانی عشق و مستی از کجاست
ایں شعاعِ آفتابِ مصطفیٰ ست
زندۂ تا سوز او در جانِ تست
ایں نگہ دارندۂ ایمان تست

مطلب: کیا تم نہیں جانتے کہ عشق و مستی کہاں سے ہے۔یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سورج کی شعاع ہے (جس میں مومن کا دل روشن ہے۔) جب تک اس کا سوز تمھاری جان میں ہے تم زندہ ہو، یہ حرارت تو تمھارے ایمان کی نگہ دار ہے۔

بالِ جبریل میں کہتے ہیں:

آیۂ کائنات کا معنیِ دیر یاب تو

نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ وبو
خونِ دل وجگر سے ہے میری نوا کی پرورش
ہے رگِ ساز میں رواں صاحب ساز کا لہُو
لوح بھی تُو ، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ ترے محیط میں حباب
عالم آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب
شوکت سنجر وسلیم، تیرے جلال کی نمود
فقر جنید وبایزید، تیرا جمال بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقل، غیاب وجستجو! عشق، حضور واضطراب

اقبال کے کلام میں جگہ جگہ اس قبیل کے اشعار بکھرے پڑے ہیں۔ آخر میں ہم مثنوی ''رموز بےخودی'' سے چند اشعار نقل کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ اقبال کی فکر، ان کا فلسفہ، ان کا تخیل رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور قرآنی احکام سے جلا پاتا ہے۔ اور احادیث کا ذخیرہ قرآن ہی کی تعبیر وتفسیر ہی تو ہے۔ وہ مثنوی کے آخر میں ''عرضِ حالِ مصنف بحضور رحمۃ للعالمین۔'' میں کہتے ہیں:

اے ظہورِ تو شبابِ زندگی
جلوہ ات تعبیر خوابِ زندگی
اے زمین از بارگاہت ارجمند
آسماں از بوسۂ بامت بلند
شش جہت روشن ز تابِ روئے تو
ترک وتاجک وعرب ہندوے تو
از تو بالا پایۂ ایں کائنات

فقر تو سرمایۂ ایں کائنات

در جہاں شمعِ حیات افروختی

بندگاں را خواجگی آموختی

بے تواز نا بود مند یہا نجل

پیکرانِ ایں سرائے آب و گل

تا دمِ تو آتشے از ِگل کشود

تودہ ہائے خاک را آدم نبود

ذرہ دامنگیرِ مہر و ماہ شد

یعنی از نیروے خویش آگاہ شد

تا مرافتاد بر رویت نظر

از اَب و اُم گشتۂ محبوب تر

عشق درمن آتشے افروحت است

فرصتش بادا کہ جانم سوخت است

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا ظہور ہی زندگی کا عہد شباب ہے۔ اور آپ کا جلوہ زندگی کے خواب کی تعبیر ہے (یعنی آپ مقصود حیات ہیں)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس زمین نے آپ ہی کی بارگاہ سے بلند درجہ پایا اور آسمان آپ کی بارگاہ کو چوم کر سر بلند ہوا۔

اس کائنات کا ہر پہلو (شش جہات) آپ ہی کے نور سے روشن ہوا، ترک وتاجک ہوں یا عرب سب آپ کے غلام ہیں۔

آپ ہی کی بدولت اس کائنات کا درجہ بلند ہوا۔ اس کی دولت آپ کا فقر ہے۔ (اس کائنات کی حقیقی دولت آپ کی زندگی ہے جو فقر سے مملو تھی۔)

آپ نے دنیا میں زندگی کا چراغ روشن کیا اور غلام کو آقائی کا طریقہ سکھایا۔

آپ کے بغیر آب وگل کے اس مقام (دنیا) کا ہر وجود اپنی بے مائیگی پر شرمسار تھا۔

وہ خاک کا ڈھیر تھے آپ کے نفس گرم نے مٹی کی شکل میں آگ بھر دی تو خاک کے ان تودوں نے آدم کی صورت اختیار کر لی۔

بے حقیقت ذرے اپنی خداداد قوتوں سے آگاہ ہوئے اور انھوں نے چاند سورج کا دامن تھام لیا۔

جب میری نظر آپ کے روئے انور پر پڑی تو آپ ماں باپ سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے۔ [۳]

آپ کے عشق نے میرے اندر آگ بھڑکا دی۔ اب اسے فرصت مبارک ہو کہ میری جان جل چکی۔ [۴]

علامہ آگے بیان کرتے ہیں:

گر دلم آئینۂ بے جوہر است
در بحرفم غیرِ قرآں مضمر است
اے فروغت صبح اعصار و دہور
چشمِ تو بینندۂ مَافِی الصُّدُوْر
پردۂ ناموس فکرم چاک کن
ایں خیاباں را ز خارم پاک کن
تنگ کن رختِ حیات اندر برم
اہل ملّت را نگہدار از شرم
سبز کشتِ نا بسامانم مکن
بہرہ گیر از ابرِ نیسانم مکن
خشک گرداں بادہ در انگورِ من
زہر ریز اندر مئے کافورِ من
روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا
بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا
گر دُرِ اسرارِ قرآں سفتہ ام
با مسلماناں اگر حق گفتہ ام
اے کہ از احسانِ تو ناکس کس است
یک دعایت مزدِ گفتارم بس است
عرض کن پیشِ خدائے عزّ وجل

عشق من گردد ہم آغوشِ عمل
دولتِ جانِ حزیں بخشندہٗ
بہرہٗ از علمِ دیں بخشندہٗ
در عمل پایندہ تر گرداں مرا
آبِ نیسانم گہر گرداں مرا

مطلب: اگر میرے دل کا آئینہ بے جوہر ہے، اگر میرے کلام (اشعار) میں قرآن حکیم کے سوا بھی کچھ اور ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم! کہ آپ کا نور تمام زمانوں کے لیے صبح کا سامان اور آپ کی آنکھ سینے کے رازوں کو پانے والی ہے۔

آپ میرے افکار کی عزت وناموس کا پردہ چاک کردیجیے اور اس خیاباں (دنیا) کو میرے (افکار کے) کانٹوں سے پاک کردیجیے۔

میرے وجود پر زندگی کا لباس تنگ کردیجیے اور ملت کو میری برائیوں سے بچائے رہیے۔

میرے بے سروسامان کھیت کو سبز نہ ہونے دیجیے اور اسے اپنے ابر بہار سے فیض نہ بخشیے۔

میرے انگور کی رگوں میں شراب خشک کردیجیے اور میری کافوری شراب میں زہر ڈال دیجیے۔

روز محشر مجھے ذلیل ورسوا ہونے دیجیے اور مجھے اپنے پانو کے بوسے سے محروم رکھیے۔

اگر میں نے قرآن حکیم کے موتی (اپنی شاعری میں) پروئے ہیں، مسلمانوں کے سامنے حق بات کہی ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے احسان سے ہر بے حیثیت صاحبِ حیثیت ہوجاتا ہے۔

میرے لیے دعا فرمائیے یہی میری گفتار کی مزدوری ہوگی۔

خدائے عزّ وجل کی بارگاہ میں عرض کیجیے کہ میرا عشق عمل سے ہم کنار ہو۔

مجھے غم ناک جان کی دولت بخشی گئی ہے اور علم دین سے بھی حصہ ملا ہے۔

(خدا سے عرض کیجیے) مجھے عمل میں زیادہ استواری نصیب ہو۔ میں ابر بہار کی بارش کا قطرہ ہوں مجھے گوہر بنا دیجیے۔

استادمحترم پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار کے متعلق فرمایا۔

"اللہ اللہ کس قدر اخلاص ہے! ایسے خلوص کی مثالیں اہل اللہ کے

یہاں بھی کم یاب ہیں، ''اِلاّ ماشاءاللہ''۔ [۵]

قرآن حکیم سے شغف اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد انہماک ہی کا نتیجہ تھا کہ اقبال پر ذوق عمل کی راہیں کھلیں اس طرح کہ زندگی کا ہر پہلو اس کے دائرے میں آ گیا۔

قرآن حکیم میں کئی مقامات پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونۂ عمل بنایا وہ کامیاب ہوا۔ سورۃ الاحزاب میں ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [۶۰ الممتحنة ۶]

ترجمہ: ''تم لوگوں کے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔''

سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [۳ آل عمران ۳۱]

ترجمہ: ''اے نبی! آپ فرما دیجیے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمھارے سارے گناہ معاف کر دیں گے۔ وہ بڑے معاف کرنے والے بڑے عنایت فرمانے والے ہیں۔''

بلاشبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ انسان زندگی کے ہر ہر شعبے اور ہر ہر پہلو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے، یہی دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی ضامن ہے۔

علامہ اقبالؒ کو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا والہانہ عشق تھا اس پر ان کے اشعار دلالت کرتے ہیں، وہ زندگی کے ہر معاملے کو مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''میں ہمیشہ ہر معاملے کو مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہوں اور جب تک کسی امر پر پورا پورا غور و خوض نہیں کر لیتا قطعی رائے قائم نہیں کرتا۔ میں مسلمانوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر وہ آج شریعت کے احکام پر نہ چلے تو...... ان کی حیثیت اسلامی نقطۂ نظر سے بالکل تباہ ہو جائے گی۔'' [۶]

وہ قرآن حکیم اور اسوۂ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے میں ہی مسلمانوں کی کامیابی خیال کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

''رسالت محمدیہ ﷺ کا مقصد صرف یہی نہیں کہ بندوں کو اپنے رب سے ملائے بلکہ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بندوں کو اس چار عناصر کی دنیا میں رہنے اور انفرادی و ملی زندگی بسر کرنے کے لیے ایک مکمل آئین بھی عطا فرمائے اور یہ آئین خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت تک

مسلمانوں کے پاس محفوظ ہے۔اس سے مستفید ہونے کے لیے قوت استدلال اور پاکیزہ عمل کی ضرورت ہے اوران اوصاف کی متاع گراں مایہ ابھی تک بکلی مفقود نہیں ہوئی۔مسلمان کے لیے نہ گاندھی کی زندگی اسوۂ حسنہ ہے نہ کسی انسان کا بنایا ہوا ہدایت نامہ ان کے لیے دلیل راہ ہو سکتا ہے۔ان کو اپنے ہر فعل کے لیے خواہ انفرادی ہو خواہ اجتماعی کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں نظام کار تلاش کرنا چاہیے اور جو نظام کار ان دوماٴخذ سے ملے اسی پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔[۷]

ان کے یہاں قرآن وحدیث کی تلمیحات اور اقتباسات اکثر نظر آتے ہیں۔قرآن کے مقابلے میں احادیث کی تلمیح کم ہیں لیکن شعوری ولاشعوری طور پر وہ قرآن وحدیث کے مضامین نظم کرتے چلے جاتے ہیں۔احادیث کے سلسلے میں وہ بہت احتیاط برتتے تھے اور علمائے کرام سے مشورے کیا کرتے تھے۔علامہ سید سلیمان ندویؒ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''میں نے ایک رسالہ اجتہاد پر لکھا تھا مگر چوں کہ میرا دل بعض امور کے متعلق خود مطمئن نہیں اس واسطے اس کو اب تک شائع نہیں کیا آپ کو یاد ہوگا میں نے آپ سے بھی کئی امور کے متعلق استفسار کیا تھا۔''[۸]

مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۲۶ء کے مکتوب میں سید صاحب کو تحریر فرماتے ہیں۔

> ''شریعت احادیث کے متعلق جو کھٹک میرے دل میں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ احادیث سرے سے بیکار ہیں، ان میں ایسے بیش بہا اصول ہیں کہ سوسائٹی باوجود اپنی ترقی وتعالیٰ کے اب تک ان کی بلندیوں تک نہیں پہنچتی۔مثلاً ملکیت شاملات دہ کے متعلق المرعٰی للہ ورسولہ (بخاری)

اس حدیث کا ذکر میں نے مضمون اجتہاد میں کیا ہے۔بہر حال چند امور اور دریافت طلب ہیں، اگرچہ آپ اس وقت سفر حجاز کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے، تاہم مجھے یقین ہے کہ آپ ازراہ عنایت میرے سوالات پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

> آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں، نبوت اور امامت۔نبوت میں احکام قرآنی اور آیات قرآنی سے حضور ﷺ کے استنباط داخل ہیں، اجتہاد کی بنا محض عقل بشری اور تجربہ ومشاہدہ ہے۔یا یہ بھی وحی میں داخل ہے۔اگر وحی میں داخل ہے تو اس پر آپ کیا دلیل قائم کرتے ہیں۔میں خود اس کے

لیے دلیل رکھتا ہوں مگر میں اس پر اعتماد نہیں کرتا اور آپ کا خیال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ وحی غیر متلو کی تعریف نفسیاتی اعتبار سے کیا ہے؟ کیا وحی متلو اور غیر متلو کے امتیاز کا پتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چلتا ہے یا یہ اصطلاح بعد میں وضع کی گئیں۔[۹]

ان کی تحریروں میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بہت سے اشارے ملتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی فکر اور فلسفہ کا ماٰخذ قرآن وحدیث ہے۔ ہم بڑے تیقن کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں کہ علامہ اقبال کی شاعری میں احادیث کے مضامین بھرے پڑتے ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے شعوری کوششیں کی ہیں، حتی الامکان احتیاط برتی ہے۔ ہمارے صوفیائے کرام بزرگوں کے اقوال و آثار کو حدیث کہہ کر بیان کر جاتے ہیں۔ محدثین نے اس کی پکڑ کی ہے اور اس پر حکم لگایا ہے، اگر اس کا مفہوم قرآن وحدیث سے مطابقت رکھتا ہے تو اس کی بھی نشاندہی کردی ہے۔ لیکن بعض روایتیں ایسی در آئی ہیں کہ باوجود احتیاط کے ان سے بچنا مشکل ہے۔ مثلاً۔ ''اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ''۔ یہ حدیث کی حیثیت سے مشہور ہے مگر حدیث کے کسی مجموعہ میں نہیں ہے۔

علامہ نے حدیث کی حیثیت سے نظم کیا ہے:

آنکہ خاشاک بتاں از کعبہ رفت
مردِ کاسب را حبیب اللہ گفت

''لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَل'' یہ حدیث کی حیثیت سے مشہور ہے۔ البتہ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں صوفیہ کا قول قرار دیا ہے۔[۱۰]

اقبال کا شعر ہے:

تا کجا در روز و شب باشی اسیر
رمزِ وقت از لِیْ مَعَ اللّٰہ یاد گیر

لِیْ خِرْقَتَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِہَاد۔ میرے لیے دو لباس ہیں فقر اور جہاد۔

علامہ نے اس کو شعر میں باندھا ہے:

خرقۂ آں ''بَرْزَخٌ لَا یَبْغِیَانِ''
دیدش در نکتہ ''لِیْ خِرْقَتَانِ''

کلیات کے حاشیے میں اسے حدیث لکھا ہے۔

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ اور مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ حاشیہ میں ان دونوں کو حدیث بتایا ہے۔ [۱۱]

یہ دونوں ہی حدیث نہیں ہیں۔ پہلی حدیث کو ملاّ علی قاری اور حسن صغانی موضوع کہتے ہیں۔

علاّمہ ارمغان حجاز میں اس طرح نظم کرتے ہیں:

مسلماں را ہمیں عرفان و ادراک
کہ درخود فاش بیند رمز لولاک
خدا اندر قیاس ما نہ گنجد
شناس آں را کہ گوید ماعرفناک

بانگ درا میں بھی اس کو نظم کیا ہے:

بھڑک اٹھا کوئی تیری ادائے ما عرفنا پر
ترا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں
صورتِ خاکِ حرم یہ سرزمیں بھی پاک ہے
آستاں مسند آرائے شہ لولاک ہے

بانگ درا میں الفقر فخری بھی نظم کیا ہے۔ اس کو بھی ملا علی قاری موضوعات میں شمار کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر اس کو باطل اور موضوع قرار دیتے ہیں۔ [۱۲]

سما الفقر فخری کا رہا شان امارت میں
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

لیکن جہاں تک مضامین کا تعلق ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ علامہ کے اردو و فارسی کلام میں قرآن وحدیث کے بے شمار مضامین پائے جاتے ہیں۔ ''اقبال اور قرآن'' کے نام سے استاد محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مضامین کو یکجا کر دیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ علاّمہ نے شعوری طور پر قرآن کے مضامین سے اپنے کلام کو مزین کیا ہے۔ مثنوی مولانا روم کے لیے تو مشہور ہے۔

ہفت قرآں در زبان پہلوی
مثنوی مولوی معنوی

اقبال کا کلام بھی اسی طرح قرآن وحدیث کا مرقع ہے۔جب استادمحترم کی کتاب طبع ہوئی تھی اسی زمانے میں خادم سے فرمایا کہ تم ''اقبال اور حدیث'' کے عنوان سے کام کرو۔استادمحترم کے حکم کے مطابق کام کی ہم نے ابتداء کردیتی تھی مگر پے درپے حالات کچھ ایسے ہوتے گئے کہ کام التوا میں چلاگیا اور غم روزگار نے بالکل ہی بھلادیا۔اب ڈاکٹر صاحبؒ کے وصال کے بعد ازسرنو کام شروع کیا۔بحمدللہ تکمیل کے مراحل میں ہے۔اللہ تعالیٰ اسے مکمل کرادے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل علاّمہ اقبال پر ذوق عمل کی جوراہیں کھلیں۔اس نے زندگی کی تمام پہلوؤں کو اپنے دائرہ کار میں لے لیا۔بلاشبہ اسوۂ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے علامہ نے جو کچھ حاصل کیا اس کو اپنی فلسفیانہ زبان میں من وعن بیان کردیا ہے، یہی اقبال کی عظمت ہے۔فلسفۂ خودی ،فلسفۂ حیات، مردمومن،تصوف اور اس کے موضوعات مثل فقر،صبروتوکل، زہدوورع،خوف ورجا اور عشق ووجدان کے سلسلے میں جو بھی انھوں نے بیان کیا ہے۔وہ قرآن وحدیث ہی سے مستنبط ہے۔یہاں ہم صرف فقر کے موضوع کو لیں گے اور دیکھیں گے کہ علامہ کے یہاں تصورفقر کس درجہ قرآن وسنت سے ماخوذ ہے۔

لغت میں فقر کے بہت سے معنی آتے ہیں۔ محتاج ہونا،کھودنا،سوراخ کرنا اور ریڑھ کی ہڈی کا ٹوٹنا وغیرہ۔اس کے مشتقات میں ہیں۔

فَقُارَۃ۔ محتاجی۔

اِفْتِقَارٌ۔ محتاج ہونا۔

تَفْقِیْرٌ۔ کھودنا،سوراخ کرنا۔

اِفْقَارٌ۔ فقیر کرنا،سواری کے لیے جانور مانگنے پر دینا۔

فَقِیْرٌ۔ غریب محتاج۔

اَلْفَقِیْرُ الَّذِیْ لَایَسْئَلُ النَّاسَ وَالْمِسْکِیْنُ اِجْھَدُ مِنْہُ وَ الْبَائِسَ اَجْھَدُھُم

''فقیر وہ ہے جولوگوں سے سوال نہ کرتا ہواور مسکین وہ ہے جواس سے زیادہ تکلیف میں ہو اور بائس وہ ہے جواس سے بھی زیادہ تکلیف میں ہو۔'' [۱۳]

قرآن مجید میں اَلْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ [۲۲ حج ۲۷] استعمال ہوا ہے یعنی سخت مصیبت زدہ فقیر۔اگر کسی شخص کے پاس اہل وعیال کی کفالت کے بقدر رزق ہو،اس سے زاہد نہ ہو اس کو فقیر

کہتے ہیں، جس کے پاس اتنا بھی نہ ہو وہ مسکین کہلاتا ہے۔ یہ معنی فقہ کے اعتبار سے ہیں۔ فقہا کے درمیان فقیر اور غنی میں اختلاف ہے۔ مولانا خالد سیف الرحمانی لکھتے ہیں۔

''قرآن مجید نے زکوٰۃ وصدقات کے آٹھ مصارف ذکر کیے ہیں۔ (التوبۃ: ۶۰) ان میں پہلا مصرف فقیر اور دوسرا مسکین ہے، یہ دونوں ہی الفاظ محتاجوں اور ضرورت مندوں کے لیے بولے جاتے ہیں اور بقول ابن قدامہ ''زکوٰۃ'' کے سوا تمام مواقع پر فقیر اور مسکین کے مصداق میں کوئی فرق نہیں، البتہ زکوٰۃ میں چوں کہ قرآن مجید نے ان دونوں مصارف کا مستقل طور پر ذکر کیا ہے، اس لیے اہل علم کا خیال ہے کہ ان دونوں الفاظ میں ایک سے کم حاجت منداور دوسرے سے زیادہ حاجت مند مراد ہیں پھر ان میں اختلاف ہے کہ زیادہ احتیاج فقیر میں ہے یا مسکین میں؟ عام طور پر احناف کا رجحان اس طرف ہے کہ مسکین زیادہ حاجت مند ہے، فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ الفقیر من له ادنیٰ شئی والمسکین من لاشیئی له۔ شوافع اور حنابلہ کا رجحان یہ ہے کہ فقیر مسکین سے زیادہ حاجت مند ہے۔ [۱۴]

عام طور پر فقیر کے یہی معنی مراد لیے جاتے ہیں۔

اصل میں لغت کے اعتبار سے فقیر اس کو کہتے ہیں جس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ عربی میں کہتے ہیں۔ فِقَارُ الظَّهَرُ ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ٹوٹ گئے۔ چناں چہ اسی سے محاورہ ہوا۔ فَقَرَتْهُ فَاقِرَةٌ۔ یعنی مصیبت نے اس کی کمر توڑ دی۔

سورۃ القیٰمۃ میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

تَظُنُّ اِنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ۔ (آیت۔ ۲۵)

(آخرت کے دن بہت سے) خیال کر رہے ہوں گے ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا۔

اِفْقَرَكَ الصَّیْدِ فَارْمِهْ۔ یعنی شکار نے تجھے اپنی کمر پر قدرت دی ہے لہٰذا تیر مار۔ [۱۵]

پھر تو یہ لفظ ہر کمزور کے لیے استعمال ہونے لگا۔ اور جب اس کے استعمال میں توسیع ہوئی تو اس شخص کے لیے بولا جانے لگا۔ جس کے پاس بقدر کفاف روزی ہو۔

مشہور شاعر راعی کا شعر ہے:

اَنَـا الْـفَـقِـيْـرُ الَّـذِیْ كَـانَـتْ حَـلُـوْبَـةُ
وَفْـقَ الْـعَـيَـالُ فَـلَـمْ يُـتْـرَكْ لَـهُ سَـبَـد

ترجمہ: میں وہ فقیر ہوں جس کے پاس دودھ دینے والی اونٹنی صرف اہل وعیال کی ضرورت کے لائق دودھ دیتی ہے۔ [۱۶]

اس کے ایک معنی کھود کر نکالنے کے بھی آتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے مشہور شاعر امراء القیس کے لیے کہا:

اِفتَقَرَ عَنْ مَعَانٍ عُوْرٍ اَصَحَّ بَصَرٍ۔[۱۷]

ترجمہ: اس نے باریک مضامین کو کھود کر نکالا ہے۔

امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں لکھا ہے کہ فقر کا لفظ چار معنی پر محیط ہے۔

۱۔ زندگی کی بنیادی ضرورت کا نہ پایا جانا، اس اعتبار سے انسان کیا کائنات کی ہر شے فقیر (محتاج) ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ [۳۵ فاطر ۱۵]

ترجمہ: اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور (تمام) خوبیوں کے مالک ہیں۔

اَلْغَنِیُّ۔ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

هُوَ الَّذِیْ لَا يَحْتَاجُ اِلٰی اَحَدٍ فِیْ شَیْءٍ، وَكُلّ اَحَدٍ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ، وَهٰذَا الْغَنِی الْمُطْلَق، وَلَا يُشَارِكُ اللّٰهَ تَعَالٰی فِيْهِ غَيْرُهٗ [۱۸]

ترجمہ:۔ وہ کسی شے کی احتیاج نہیں رکھتا۔ اس کے سب محتاج ہیں اسی لیے وہ غنی مطلق ہے اس کی اس صفت میں کوئی غیر شریک نہیں۔

انسان میں اس قسم کی احتیاج کی طرف ذیل کی آیت میں اشارہ ہے۔

وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ [۲۱ الأنبياء ۸]

ترجمہ: اور ہم نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ کھانا نہ کھائیں اور وہ ہمیشہ رہنے والے بھی نہیں ہیں۔

امورِ خیر کی حرص اور متبرک چیزوں کی خواہش وطلب اسی ذیل میں آتی ہے۔ بخاری شریف

میں یہ حدیث نقل ہوئی ہے۔

حدیث:۔ وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ ، فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتَثِی فِی ثَوْبِهِ ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ ، أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنَى بِی عَنْ بَرَكَتِكَ [بخاری]

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس اثناء میں حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل فرمارہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈی آ گری، حضرت ایوب علیہ السلام اس کو اپنے کپڑے میں لپیٹنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ندا دی کہ اے ایوبؑ! کیا ہم نے تجھ کو غنی نہیں کیا ان چیزوں سے جو تو دیکھ رہا ہے، حضرت ایوبؑ نے کہا بے شک، قسم ہے آپ کی عزت کی لیکن مجھے آپ کی برکات سے بے پروائی نہیں ہے۔[۱۹]

۲۔ضروریات زندگی کے لائق ہونا، اندوختہ نہ ہو۔اس مفہوم کے لیے ذیل کی آیت دیکھیے۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِی سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِی الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ[۲ البقرة ۲۷۳]

ترجمہ: (صدقات کا) اصل حق ان حاجت مندوں کا ہے جو مقید ہوگئے ہوں اللہ کی راہ میں۔(اسی وجہ سے) وہ لوگ ملک میں کہیں چلنے پھرنے کا (عادۃً) امکان نہیں رکھتے (اور) ناواقف ان کے سوال سے بچنے کے سبب تونگر خیال کرتے ہیں۔

سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فقر کو مانع نکاح نہ سمجھا جائے۔

إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ[۲۴ النور ۳۳]

ترجمہ: اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

۳۔ فَقْرُ النَّفْسِ:۔ کتنا ہی مال ہو مگر نفس حریص رہے۔فقیر تو وہ ہے جس کے پاس بقدر کفاف رزق ہو اور جس کے پاس اتنا بھی نہ ہو وہ مسکین ہے۔جب ضروری حاجتوں کے لیے کچھ نہ ہو اور نفس مال کی خواہش اور حرص رکھتا ہو تو یہ نہایت خطرناک بات ہے۔حدیث شریف میں ہے۔

حدیث:۔ كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا۔[شعب الایمان للبیهقی . عن انسؓ وجمع الجوامع]

ترجمہ: کوئی تعجب نہیں کہ فقر کفر کی حد تک پہنچا دے۔

ایسی محتاجی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

حدیث:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ ۔[سنن أبی داود، النسائی، صحیح ابن حبان ۔ عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ]

ترجمہ: اے اللہ! میں فقر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ [۲۰]

ایک روایت میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْغِنٰی ، وَشَرِّ فِتْنَۃِ الْفَقْرِ [بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی ۔ عَنْ عَائِشَۃَؓ، عن انسؓ]

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں مال داری کے برے فتنے سے اور محتاجی کے برے فتنے سے۔[۲۱]

اس کے بالمقابل غنیٰ کا لفظ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی [۹۳الضحیٰ ۸]

(اے نبی ﷺ) ہم نے آپ کو مفلس پایا تو قانع بنا دیا۔

حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَالَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ ، وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ [مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غنیٰ اسباب و سامان کی زیادتی پر نہیں بلکہ (حقیقی) غنیٰ دل کی دولت مندی سے ہے۔

اسی لیے کہا جاتا ہے۔[۲۲]

مِن عَدِمَ الْقِنَاعَۃَ لَمْ یُفِدْہُ الْمَالَ غِنٰی [۲۳]

ترجمہ: جو شخص قناعت کی دولت سے محروم ہوا اسے غنیٰ بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔

گویا غنیٰ (مالداری) نفس کی بے نیازی سے مشروط ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

۴۔ احتیاج کا رخ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رکھے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔

رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیرٌ (۲۸القصص ۲۴)

ترجمہ: اے پروردگار! (اس وقت) جو نعمت آپ مجھ کو بھیج دیں میں اس کا (سخت) حاجت مند ہوں۔

حدیث شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِی بِالْاِفْتِقَارِ اِلَیْكَ وَلَا تُفْقِرْنِی بِالْاِسْتِغْنَاءِ عَنْكَ[۲۴]

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنا محتاج بنا کر غنی کر اور اپنی ذات سے بے نیاز کر کے فقیر بنا۔

اسی معنیٰ میں ایک شاعر کا شعر ہے:

وَیُعْجِبُنِیْ فَقْرِیْ اِلَیْكَ وَلَمْ یَکُنْ
لِیُعْجِبَنِیْ لَوْلَا مُحِبَّتُكَ الْفَقْرُ

ترجمہ: مجھے تمھارا محتاج رہنا اچھا لگتا ہے۔ اگر تمھاری محبت نہ ہوتی تو یہ بھلا معلوم نہ ہوتا۔[۲۵]

اب دیکھیے تصوف کی اصطلاح میں ''فقر'' کے کیا معنی ہیں۔

قاضی محمد اعلیٰ تھانوی نے کشاف اصطلاحات للفنون میں ''فقر'' کی اصطلاح پر تفصیلی بحث کی ہے وہ کہتے ہیں۔

''عند السالکین ھو من لا غناء له الا بالحق کما قال الشبلی وقال اھل المعرفة الفقر الناس بالمعدوم والوحشة بالمعلوم. وقیل الفقر اظھار الغنٰی مع کمال المسکنة،وقیل الفقر عدم الاملاك وتخلیة القلب مما خلت عند الیدٰی لا یطلبه ایضاً فان الطالب یکون مع مطلوبه وان لم یجده.وقیل لیس الفقر عندھم الفاقته والعدم بل الفقر المحمود الثقة باللّٰه تعالیٰ والرضٰی بما قسم قال بسھل الفقیر الصادق الذی لا یسال ولا یردو لا یجس قال عبداللّٰه الانصاری الفقر علی ثلٰثة اوجه اضطراری واختیاری وحقیقی،والاضطراری کفارتی وعلامته الصبر وعقوبتی وعلامته الاضطرار وقطیعتی وعلامته الشکایة والاختیاری درجتی وعلامته القناعة وقربتی وعلامته الرضا وکرامتی وعلامته الایثار والحقیقی ایضاً ثلٰثة عدم الاحتیاج الیٰ الخلق والاحتیاج من اللّٰه والبراء ة من کل مادون اللّٰه.

وفی شرح الاداب الفقر غیر التصوف فان نھایة الفقر بدایة التصوف کذافی خلاصة السلوك. وفی الحفة

المرسلة الغنی المطلق عندھم ھو مشاھدۃ اللہ تعالیٰ فی نفسہ جمیع الشؤن والاعتبارات الالٰھیۃ مع احکامھا ولوزمھا علیٰ وجہ کلی جملی لاندراج الکل فی بطون الذات ووحدتہ کاندراج الاعداد فی الواحد العددی۔"

"ودر مجمع السلوک گوید کہ ابن جلا گفتہ کہ حقیقت فقر آنست کہ ترا نباشد اگر باشد ھم ترا نباشد۔ معنٰی آنست واللہ اعلم کہ تا نباشد ترا میل وطلب نباشد چوں یافتی بر موجود اعتماد نباشد تا حال وجود وحال عدم یکساں باشد پس فقیر عبارت از نیستی است۔" [۲۶]

ترجمہ:۔ سالکین کے نزدیک فقیر وہ ہے جس کو حق کے بغیر کہیں غنا حاصل نہ ہو۔ جیسے کہ شبلیؒ نے کہا ہے۔ اور اہل معرفت کا قول ہے کہ فقر معدوم کے ساتھ اُنس اور موجود سے وحشت ہونے کا نام ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ فقر کہتے ہیں کسی چیز کا ملکیت میں نہ ہونا اور جس چیز سے ہاتھ خالی ہوں اس سے دل بھی خالی ہو، اس لیے کہ کسی چیز کا طالب اپنے مطلوب کے ساتھ ہی شمار ہوتا ہے۔ اگر چہ اس کو مطلوب نہ ملے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اہل معرفت کے نزدیک فقر، فاقہ یا مال ہونے نہ ہونے کا نام نہیں بلکہ فقر محمود اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل اعتماد اور اس کی تقسیم پر پوری طرح راضی ہونے کا نام ہے۔

سہیل (تستریؒ) کہتے ہیں سچا فقیر وہ ہے جو سوال نہ کرے اور کسی کی عطا کو رد نہ کرے اور تجسس بھی نہ کرے۔ عبداللہ انصاری کہتے ہیں:

فقیر تین طرح کا ہوتا ہے۔ اضطراری، اختیاری اور حقیقی پھر فقر اضطراری کی تین قسمیں ہیں۔ اضطراری کفارتی اور اس کی نشانی صبر ہے۔ اضطراری عقوبتی اس کی نشانی اضطرار ہے اور اضطراری قطیعتی اس کی علامت شکایت ہے۔ اختیاری قربتی اس کی علامت رضا ہے۔ اور اختیاری کرامتی۔ اس کی علامت ایثار ہے اور فقر حقیقی بھی تین طرح کا ہے۔ (۱) مخلوق کا محتاج ہونا۔ (۲) اللہ کا محتاج ہونا۔ (۳) اللہ کے غیر سے بری ہونا۔

اور شرح آداب میں ہے، فقر تصوف کا غیر ہے کیوں کہ فقر کی انتہا جہاں ہوتی ہے وہاں سے تصوف کی ابتداء ہوتی ہے۔ ایسے ہی خلاصۃ السلوک میں مذکور ہے۔ اور تحفۂ مرسلہ میں ذکر ہے کہ ان اصطلاح میں غنیٰ مطلق سے اللہ کا اپنی ذات میں تمام حالات اور اعتبارات الٰہیہ کا مشاہدہ

کرنا، اپنے حکام اور لوازمات کے ساتھ کلی و اجمالی طور پر کیوں کہ بطونِ ذات اور اس کی وحدت میں سب کچھ داخل ہے جیسے کہ سارے ہندسے ایک میں داخل ہوں۔

مجمع السلوک میں ابن جلا کا یہ قول منقول ہے کہ فقر کی حقیقت یہ ہے کہ تیرا کچھ نہیں ہے۔ اگر ہو بھی تو بھی تیرا کچھ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ جب تیرے پاس نہ ہو تو تجھے اس کی طرف میلان اور طلب نہ ہو۔ جب مل جائے تو موجود پر اعتماد نہ ہو بلکہ ہونے نہ ہونے کا حال تیرے لیے برابر ہو جائے۔ لہٰذا فقر نہ ہونے سے عبارت ہے۔

تذکرۂ قرطبی میں ہے۔

"فالفقير بالحقيقة العبدوان كان له مال وانمايكون غنياً اواعول على مولاه ولم ينظر الىٰ احد سواه فان تعلق باله بشیٔ من الدنيا ورای نفسه انّه فقير اليه فهوعبده." [۲۷]

ترجمہ:۔ حقیقت میں فقیر وہ شخص ہے اگرچہ اس کے پاس مال ہو مگر وہ اللہ کا بندہ ہو، وہ اس وقت غنی ہو جائے گا۔ جب وہ اپنی تمام حاجات کا اللہ تعالیٰ سے طلب گار ہوگا۔ اللہ کے سوا کسی کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ اگرچہ اس کا دنیا کی کسی چیز کی طرف خیال ہو اور اپنے آپ کا اُس کا ضرورت مند سمجھے لیکن وہ پھر بھی اللہ کا بندہ ہی رہے گا۔

فقر مومن کی سب سے بڑی صفت ہے یہ مسلمانوں کا ایک اجتماعی رویہ ہے، اس کو افلاس و تنگ دستی کے معنی میں نہیں لیتے بلکہ اس سے استغناء وقناعت کی دولت مراد ہوتی ہے۔ قرن اوّل کے صوفیائے کرام کی زندگیوں میں یہ لفظ اپنی حقیقی روح کے ساتھ رائج رہا ہے۔ ان کے پیش نظر یہی تھا کہ بندۂ مومن صرف اللہ کے سامنے حاجت روائی کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے اور کل معاملات میں اسی کی ذات پر بھروسا و توکل کرتا ہے۔ احادیث نبویہ میں ایسے فقراء کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے جو ہر چیز سے مستغنی ہو کر صرف اور صرف اللہ کی طرف نظریں لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اصطلاح تصوف میں بھی یہی معنی ہیں کہ سالک بالکلیہ اپنے آپ کو مرتبہ فنا فی اللہ پر پہنچائے۔ حضرت ابوبکر شبلیؒ (المتوفی ۳۳۴ھ) کا قول ہے۔

الفقير من لا يستغنی بشیٔ دُون الله۔

ترجمہ: فقیر وہ ہے جو خدا کے سوا اور کسی ذریعہ سے مستغنی نہیں ہوتا۔ [۲۸]

جو شخص اللہ تعالیٰ کا محتاج ہو جاتا ہے وہ غیر اللہ سے مستغنی ہو جاتا ہے اور یہ استغنا اس کے اندر

قوت وشوکت، حرکت وعمل، ذوق وشوق، تسلیم ورضا اور غیرت وحمیت کی صفت پیدا کر کے نائب حق کے منصب کا اہل بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کو صالحین میں شمار کیا ہے اور انھیں زمین کا وارث قرار دیا ہے، غلبہ واقتدار سے بھی انھیں نوازا ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

[۲۱ الانبیاء ۱۰۵]

ترجمہ: اور ہم نے زبور میں لکھ دیا کہ ہم اپنے نیک بندوں ہی کو زمین کا وارث قرار دیں گے۔

سورہ آل عمران میں ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ [۳ آل عمران ۱۳۸]

ترجمہ: نہ سست بنو اور نہ کسی کا غم کھاؤ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو غلبہ واقتدار ہمیشہ تمھارے ہی ساتھ رہے گا۔

فقر سے ثبات اور استحکام کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ سورہ مریم میں ہے۔

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ [۱۴ ابراھیم ۲۶]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیوی اور اُخروی زندگی میں مضبوط بات سے مستعد اور ثابت قدم رکھتا ہے۔

علامہ اقبال کے نزدیک ''فقر'' مومن کی ایسی قوت ہے۔ جس نے بڑی بڑی طاقتوں اور سلطنتوں کو چشم زدن میں زیروزبر کر کے رکھ دیا۔ دنیا نے دیکھا کہ مسلمان نہتے، تعداد میں بھی کم، پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے دشمن کے مقابلے میں صف آرا، اور کامیابی وکامرانی نے ان کا بڑھ کر استقبال کیا۔ یہی قوت تھی جس کے سہارے تاریخ عالم میں ایک انقلاب آفریں دور کی بنیادیں استوار ہوتی نظر آتی ہیں، اسی قوت کے طفیل نظام عالم کو مسلمانوں نے اپنے ارادوں کے مطابق ڈھالا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں، صحابہ وتابعین، تبع تابعین اور ابتدائی دور کے صوفیائے کرام کی زندگیوں میں جب اس لفظ کے مفہوم کو ہم تلاش کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فقر، معرفت الٰہی، غنائے نفس اور غیرت دینی کا نام ہے۔ لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، عجمی فلسفے کا اثر بڑھتا گیا تو اس کے زیر اثر تصوف میں بھی اس لفظ کے معنی بدل گئے، اس کی اصل روح معدوم ہوتی چلی گئی۔ اب اس لفظ کی اس طرح تعبیر وتشریح کی جانے لگی۔

''فقیر اس کو کہتے ہیں جس کی خودی بالکل زائل ہو گئی ہو اور اس کو مرتبہ فنا اور فناء الفنا کا حاصل ہو، اور التفات خلق کی طرف بالکل نہ رکھتا ہو، قناعت اور فقر کو اختیار کر چکا ہو اور خلق سے بالکل علیحدہ ہو کر عزلت اختیار کی ہو اور کسی چیز کا محتاج نہ ہو جیسا کہ کسی بزرگ کا قول ہے۔ ''الفقیر لایحتاج الی اللہ تعالیٰ (فقیر حاجت نہیں رکھتا کسی چیز کی اللہ کی طرف) اور بعضوں کا قول ہے۔ الفقیر من لا قلب له ولا ربّ له ولا دین له۔ (فقیر وہ شخص ہے، جس کے لیے نہ قلب ہو، نہ رب ہو اور نہ دین ہو۔) کیوں کہ احتیاج موجود کو ہوتی ہے اور فقیر نے جب بحر نیستی میں غوطہ لگایا تو خود ہی نہ رہا اور اس کو احتیاج بھی کسی چیز کی نہ رہی۔ الفقر اذا تم فھو اللہ۔ (فقر جب تمام ہوا وہی اللہ ہے) [۲۹]

صاحبِ کنوز اسرار القدم شرح فصوص الحکم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''فقیر لغت میں اس درویش کو کہتے ہیں کہ قوت اور کفاف چند روزہ عیال کا رکھتا ہو اور مسکین وہ ہے کہ قوت اور کفاف ایک وقت کا بھی نہ رکھتا ہو اور اصطلاح میں فقیر وہ ہے کہ جس کی خودی گئی ہو اور درجہ فنا اور فناء الغنا کا حاصل ہوا اور التفات طرف خلق کے نہ رکھتا ہو اور قناعت اور فقر کو اختیار کیا ہو اور خلق سے دامن کھینچ کر عزلت اختیار کی ہو اور کسی چیز کی طرف محتاج نہ ہو جیسے کہ کسی بزرگ نے کہا اَلْفَقِیْرُ لا یُحْتَاجُ اِلی اللہ تعالیٰ، کیوں کہ جب خودی گئی اور خود ہی نہ رہا پھر کیا چیز محتاج ہوگی۔ اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ فرماتے ہیں۔ الفقیر لا یِفتَقِرُ اِلیٰ نَفْسِہٖ وَلَا اِلیٰ غیرہٖ۔ حضرت شیخ حریری قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ الفقیر من لّا قلب له ولا رَبَّ لَهٗ وَلَا دِیْنُ لَهٗ' کیوں کہ احتیاج صفت شئی میں موجود کی ہے اور فقیر نے جب بحر نیستی میں غوطہ لگایا، احتیاج اس کو کسی چیز کی نہ رہی اور فقر اس کا تمام ہوا۔ اِذَا تُمَّ الفقر فھُوَ اللہ، فقر کی شان میں رسول علیہ السلام نے فرمایا الفقر فخری والفقیر مِنّی اور باوجود ان تمام چیزوں کے صاحب عیال اور اطفال ہو اسی واسطے فقر کا مرتبہ بہت بڑا ہے کام انبیاء علیہم السلام کا ہے''۔ [۳۰]

فقر کی اس نئی تعبیر و تشریح کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں سے غیرت وحمیت اور خودی و خودداری جیسی صفات ختم ہوتی چلی گئیں، رویوں میں سکوت و جمود آتا گیا، رہبانیت نے راہ پائی، مسلمان

بے عملی کی زندگی گزارنے لگے، توکل کے معنی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے کے سمجھنے لگے، گوشہ نشینی اور ترک دنیا جیسی مضموم صفات در آئیں، اسی لیے علامہ نے ضروری سمجھا کہ مسلمانوں کے اس عظیم اجتماعی رویے کو اپنے صحیح خدوخال کے ساتھ مسلم معاشرے میں جاری وساری ہونا چاہیے۔ ایک مکتوب میں وہ لکھتے ہیں:

''میں عمل کی تمام صور و اشکالِ مختلفہ کو جن میں تصادم و پیکار بھی شامل ہے ضروری سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک ان سے انسان کو استحکام و استقلال حاصل ہوتا ہے۔ چناں چہ اسی خیال کے پیش نظر میں نے سکون و جمود اور اس نوع کے تصوف کو جس کا دائرہ محض قیاس آرائیوں تک محدود ہے مردود قرار دیتا ہوں۔'' [۳۱]

حافظ محمد اسلم جیراج پوری کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''تصوف سے اگر اخلاص فی العمل مراد ہے (اور یہی مفہوم قرن اولیٰ میں اس کا لیا جاتا تھا) تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ہاں جب یہ فلسفہ بنے کی کوشش کرتا ہے اور عجمی اثرات کی وجہ سے نظام عالم کے حقائق اور باری تعالیٰ کی ذات کے متعلق موشگافیاں کر کے کشفی نظریہ پیش کرتا ہے تو مری روح اس کے خلاف بغاوت کرتی ہے۔'' [۳۲]

اسی طرح اسرار خودی پر خواجہ حسن نظامی کے اعتراضات کے جواب میں فرماتے ہیں:

''اگر وقت نے مساعدت کی تو میں تحریک تصوف کے جواب میں ایک مفصل تاریخ لکھوں گا، ان شاء اللہ۔ ایسا کرنا تصوف پر حملہ نہیں بلکہ تصوف کی خیر خواہی ہے، میرا مقصد یہ دکھانا ہوگا کہ اس تحریک میں غیر اسلامی عناصر کون سے ہیں اور اسلامی عناصر کون سے ہیں؟ اس وقت اس قدر عرض کرنا کافی ہوگا کہ یہ تحریک غیر اسلامی عناصر سے خالی نہیں اور میں اگر اختلاف کرتا ہوں...... تو صرف ایک گروہ سے جس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر بیعت لے کر دانستہ یا نادانستہ ایسے مسائل کی تعلیم دی ہے جو مذہب اسلام سے تعلق نہیں رکھتے۔ حضرات صوفیاء میں سے جو گروہ رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم کی راہ پر قائم ہے اور سیرۃ صدیقی کو اپنے سامنے رکھتا ہے اس گروہ کا خاک پا ہوں اور ان کی محبت کو سعادت دارین کا باعث

تصور کرتا ہوں۔"[۳۳]

علامہ تصوف پر کتاب تو نہ لکھ سکے جیسا کہ اسلم جیراج پوری کے مکتوب سے بھی معلوم ہوتا ہے البتہ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے تصوف کے بہت سے موضوعات کی اصلاح کی ہے اور "فقر" بھی انھیں میں سے ایک ہے۔ انھوں نے صحیح وغلط قسم کے فقر پر خط امتیاز کھینچ دیا۔ "فقر کافر" اور "فقر رہبانی" کے مقابلے میں وہ ایسے فقر کے داعی بن کر ابھرے جو قرآن وحدیث سے مستنبط ہے جس میں غیرت وخودداری ہے، جو شان وشوکت اور غلبہ واقتدار کا امین ہے جس میں بوئے اسداللہی رچی بسی ہے اور جو اپنے اندر ضرب کلیمی کی خاصیت رکھتا ہے۔ چناں چہ وہ کہیں "فقر غیور"، کہیں "فقر قرآنی"، کہیں "فقر حجازی"، کہیں "فقر مسیح وکلیم"، کہیں "فقر مومن" اور اکثر مطلق "فقر" کی اصطلاح بیان کر کے اس کے صحیح مفہوم کو ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْغَضُ السَّائِلُ الْمُلْحِفَ [الديلمی۔ عن ابن عباسؓ]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لپٹ کر مانگنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

ارمغان حجاز (اردو) میں یہ رباعی ہے۔

غریبی میں ہوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقیری
حذر اس فقر ودرویشی سے جس نے
مسلماں کو سکھا دی سربریزی

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ التَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنِ الْمِسْكِينُ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ [مُتَّفَقٌ عَلَيه]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مسکین وہ نہیں ہے جو کہ انسانوں پر پھرے، اور اس کو ایک لقمہ یا دو لقمے، ایک کھجور یا دو کھجور دے کر لوٹا دیں۔ مسکین تو وہ ہے جو کہ ایسی چیز نہ پائے جو اس کو غنی کر دے اور نہ اپنے فقر کو ظاہر کرے کہ

اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ اس بات پر کھڑا ہو کہ لوگوں سے سوال کرے۔ [۳۴]

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِی ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ تَقُولُ كَثْرَةُ الْمَالِ الْغِنَى؟، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: تَقُولُ قِلَّةُ الْمَالِ الْفَقْرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ ذَلِكَ ثَلاثًا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْغِنَى فِي الْقَلْبِ، وَالْفَقْرُ فِي الْقَلْبِ [المعجم الكبير للطبراني]

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھ سے ارشاد فرمایا۔

ابوذرؓ! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مال زیادہ ہونے کا نام تونگری ہے؟ میں نے عرض کیا، ہاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر آپ نے فرمایا:۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ مال کم ہونے کا نام فقیری اور محتاجی ہے؟ میں نے عرض کیا، ہاں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بات آپ نے مجھ سے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:۔ اصل دولت مندی دل کے اندر ہوتی ہے اور اصل محتاجی اور فقیری بھی دل ہی میں ہوتی ہے۔ [۳۵]

حقیقت میں دل غنی اور بے نیاز ہے تو کچھ غم نہیں لیکن اگر دل حرص وطمع میں گرفتار ہے تو محتاجی وپریشانی ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں: تونگری بدل ست نہ بہ مال

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ. فَقَالَ انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ. قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ. فَقَالَ انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ. قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي فَأَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا فَإِنَّ الْفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ [سنن الترمذی]

ترجمہ: ایک شخص نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، میں آپ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا:۔ سمجھو کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا خدا کی قسم میں آپ سے محبت رکھتا ہوں، اس نے تین بار اسی طرح کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اگر تم سچے ہو تو فقر کے لیے پاکھر تیار کرلو، اس لیے کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کو فقر بہت جلد

پہنچتا ہے، اس پانی سے بھی جلد جو اپنے منتہا کی طرف جاتا ہے۔ [۳۶]

اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں۔ علامہ نے احادیث کی روشنی ہی میں فقر کو بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں جو غلط تصورات رائج تھے ان کو دور کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ ضرب کلیم صفحہ نمبر ۵۰ پر یہ اشعار ہیں:

کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی
تری نگاہ میں ہے ایک فقر و رہبانی
سکوں پرستی راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا سفینہ ہمیشہ ہے طوفانی

درویشی (فقر) ترک دنیا کا نام نہیں یہ طریقہ تو عیسائیوں کا ہے۔

حدیث: عَنْ أَبِی ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّهَادَةُ فِی الدُّنْیَا لَیْسَتْ بِتَحْرِیمِ الْحَلَالِ وَلَا إِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰکِنَّ الزَّهَادَةَ فِی الدُّنْیَا أَنْ لَا تَکُونَ بِمَا فِی یَدَیْكَ أَوْثَقَ مِمَّا فِی یَدَیِ اللّٰهِ وَأَنْ تَکُونَ فِی ثَوَابِ الْمُصِیبَةِ إِذَا أَنْتَ أُصِبْتَ بِهَا أَرْغَبَ فِیهَا لَوْ أَنَّهَا أُبْقِیَتْ لَكَ [سنن الترمذی]

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زہد (ترک دنیا) حلال کو حرام کرنے اور اپنے مال کو ضائع کرنے کا نام نہیں بلکہ زہد اس بات کا نام ہے کہ جو تمھارے ہاتھوں میں ہے اس سے زیادہ اعتماد اور بھروسا تم کو اس پر ہو جو اللہ کے پاس ہے اور جب تم کو کوئی تکلیف پیش آئے تو اس کے اُخروی ثواب کی چاہت اور رغبت تمھارے دل میں زیادہ ہو بہ نسبت اس خواہش کے کہ وہ تکلیف اور ناگواری کی بات تم کو پیش ہی نہ آتی۔ [۳۷]

یہ اعتماد و یقین اور بھروسا ہی تو ہے جو زندگی کے مصائب میں صاحب فقر کو استقلال و استقامت کے ساتھ استادہ رکھتا ہے اور اس کی کشتی ہمیشہ مصائب کے طوفان سے نبرد آزما رہتی ہے۔ اس کے بعد یہ اشعار ہیں:

پسند روح و بدن کی ہے وانمود اس کو
کہ نہایت مومن خودی کی عریانی
وجود صیرفی کائنات اس کا

اسے خبر ہے یہ باقی ہے اور وہ فانی

مسلمان فقراء کی صفت تو یہ ہے کہ وہ روح و بدن کو میدان امتحان میں آشکار کرتے ہیں، راہبوں کی طرح جنگلوں میں خلوت گزینی کی زندگی بسر نہیں کرتے۔ یعنی خود کو اپنی پوری شان وشوکت سے ظاہر کرتے ہیں۔

حدیث: من شکر النعمة افشاؤھا [مصنف عبد الرزاق، کنز العمال]

ترجمہ: ارشاد گرامی ہے: نعمت کا شکر اس کا اظہار ہے۔

مسلمان فقراء کے سامنے یہ حقیقت خوب روشن ہے کہ اللہ باقی من کل فانی، اللہ باقی ہے اور اس کے علاوہ تمام چیزیں فانی ہیں اس لیے ان کا ہر عمل کائنات کے لیے کسوٹی کا حکم رکھتا ہے۔

حدیث:۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ وَلِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيحُ فَطُوبىٰ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِلشَّرِّ وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِلْخَيْرِ [سنن ابن ماجه للقزوینی]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یہ خیر یعنی مال کثیر (گویا) خزانے ہیں اور ان خزانوں کی کنجیاں ہیں، پس اس بندہ کو خوش خبری ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر کے کھولنے اور شر کو بند کرنے کی کنجی بنایا اور اس بندے کو ہلاکت ہو جس کو خدا نے شر کو کھولنے اور خیر کو بند کرنے کی کنجی بنایا۔ [۳۸]

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : تَلَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ النُّوْرَ اِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِيلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لِذٰلِكَ مِنْ عَلَمٍ يُعْرَفُ ؟ قَالَ : نَعَمْ اَلتَّجَافِي عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَ الْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَ الْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ [شعب الایمان للبیهقی]

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ (جس کے لیے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اس کو اپنی راہ پر لگائے تو کشادہ کر دیتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے) اس کے بعد فرمایا: نور جب

سینے میں آتا ہے تو سینہ اس کی وجہ سے کھل جاتا ہے۔ عرض کیا گیا، یارسول اللہ! کیا اس حالت کی کوئی علامت ہے جس سے اس کو پہچانا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ہاں! دنیا جو دھوکے فریب کی جگہ ہے اس سے طبیعت کا اچاٹ ہوجانا اور آخرت جو ہمیشہ قیام کی جگہ ہے، طبیعت کا اس کی طرف رجوع ہوجانا، اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری میں لگ جانا۔[۳۹]

اس کے بعد کا شعر ہے:

اسی سے پوچھ کہ پیشِ نگاہ ہے جو کچھ
جہاں ہے یا کہ فقط رنگ و بو کی طغیانی

فقر کی صفت یہ ہے کہ یہ دنیا، یہاں رنگ و بو کا جو طوفان موج زن ہے وہ کتنا ہی اپنی طرف متوجہ کرے اس کی نظر صرف حقیقت ابدی پر رہتی ہے، وہ دنیا کی لذتوں کے فریب میں نہیں آتا۔

قرآن مجید میں ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا[۱۸الکھف۲۸]

ترجمہ: اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجیے، جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لیے کرتے ہیں اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں (توجہات) ان سے ہٹنے نہ پائیں۔

امام بخاری نے حجبت النار بالشھوات پورا باب باندھا ہے۔ حدیث ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ[صحیح البخاری]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخ خواہشوں اور لذتوں سے ڈھانپی گئی اور جنت تکلیفوں اور سختیوں سے ڈھانپی گئی ہے۔[۴۰]

اسی کے ذیل میں امام بخاری نے یہ حدیث بھی نقل کی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ [مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی شاعر نے اگر کوئی سچی بات کہی ہے تو وہ لبید کا قول ہے یعنی یہ کہ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ

(آگاہ ہو کہ اللہ کے سوا ہر چیز باطل و فانی ہے)۔

لبید بن ربیعہ دور جاہلیت کے ممتاز شعراء میں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا۔ عام روایت ہے کہ وہ اسلام قبول کر چکا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یہ شعر پسند تھا۔ پورا شعر یہ ہے:

أَلا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلا اللَّهَ بَاطِلُ
وَكُلُّ نَعِيمٍ لا مَحَالَةَ زَائِلُ

خبردار اللہ کے سوا ہر چیز لغو اور بے کار ہے اور ہر نعمت جلد زائل ہونے والی ہے۔[۴۱]

''فقر و راہبی'' کا آخر شعر ہے:

یہ فقر مرد مسلماں نے کھو دیا جب سے
نہ رہی دولت سلمانی و سلیمانی

جب سے مسلمان میں فقر کی دولت ختم ہوئی نہ تو حضرت سلمان فارسیؓ کا سا تقویٰ و پرہیزگاری رہا اور نہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سی قوت و شوکت اور جہاں بانی رہی۔

حدیث شریف میں ہے:

الفقر شين عند الناس ، وزين عند الله يوم القيامة .[الديلمي عن أنس]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''فقر لوگوں کے نزدیک عیب ہے اور قیامت کے روز اللہ کے نزدیک زینت کی چیز ہوگا۔[۴۲]

ایک اور حدیث ہے:

'' عَنْ شَدَّادِ بن أَوْسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ الْفَقْرُ أَزْيَنُ عَلَى الْمُؤْمِنِ مِنَ الْعِذَارِ الْحَسَنِ عَلَى خَدِّ الْفَرَسِ[المعجم الكبير للطبرانی ، كنز العمال،عن سعدبن مسعودؓ، و كنوز للمنادی]

ترجمہ: ارشاد گرامی ہے۔''مومن کے لیے فقر زیادہ زینت والا ہے اس سفید داغ سے جو گھوڑے کے رخسار پر ہوتا ہے۔''[۴۳]

دولت سلمانی کے لیے یہ حدیث دیکھیے:

حضرت سلمان فارسیؓ نے اپنے نکاح کے موقع پر فرمایا۔

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَوْصَانِي خَلِيلِي أَنْ يَكُونَ مَتَاعِيْ مِنَ الدُّنْيَا،

كَزَادِ الرَّاكِبِ [أبو نُعيم فى الحلية الأولياء]

ترجمہ:۔ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ میری پونجی دنیا سے سوار کی زادِراہ کے برابر ہو۔ [۴۴]

یہی نصیحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمائی۔

حدیث:۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِی رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا أَرَدْتِ اللُّحُوقَ بِی فَلْيَكْفِيكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَاِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِی ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيهِ [سنن الترمذی]

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر تو (جنت میں) مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیا میں اتنا ہی کافی ہے جتنا کہ سوار کا زادِراہ اور اپنے آپ کو امیروں کی مجلس سے الگ رکھنا اور کسی کپڑے کو پرانا یا قابل استعمال نہ سمجھنا جب تک کہ تم اس کو پیوند نہ لگا لو۔ [۴۵]

بال جبریل میں ''فقر'' کی دو متضاد کیفیتیں بیان کر کے صحیح و غلط کو واضح کرنے کی اس طرح کوشش کرتے ہیں:

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کی نخچیری
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہاں گیری
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری
اک فقر سے مٹی میں خاصیت اکسیری
اک فقر ہے شبیری، اک فقر میں ہے میری
میراث مسلمانی سرمایۂ شبیری

مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کی محبت سینے میں جوان ہو جاتی ہے اور فقر سے بیزاری ہونے لگتی ہے تو شکاری خود شکار ہونے لگتا ہے۔ یعنی عملی قوتوں میں ضعف اور افسردگی پیدا ہو جاتی ہے، اللہ کی ذات سے بھروسا اٹھ جاتا ہے پھر مسکینی و دل گیری کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے، لیکن جب دل غنی ہو جاتا ہے، فقر محبوب ہونے لگتا ہے، عارضی و فانی دنیا کی حقیقت کا ادراک ہو جاتا ہے تو کائنات کی ہر قوت سرنگوں ہو جاتی ہے، یہی مسلمانوں کی میراث ہے، حضرت امام حسینؓ کا سرمایہ حیات ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

اِعْلَمُوا اَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ [۵۷الحدید۰]

ترجمہ: خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی لہو ولعب (کھیل کود) ہے اور زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنے اور مال واولاد کو زیادہ بتلانے کا نام ہے، اس کی مثال اس بارش کی ہے جس کے سبزے نے کفار کو لبھایا پھر جب وہ خشک ہو جاتا ہے تو تم دیکھو گے وہ زرد ہو چکا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتا ہے۔ (یعنی روند ڈالا جاتا ہے۔) اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی بھی ہے، اور دنیا کی زندگی محض دھوکے کی مٹی ہے۔

ایک حدیث ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْاَبْوَابِ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ. [مسلم]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بہت سے انسان (ایسے ہیں) جو بے حد پریشان، پراگندہ حال اور غبار آلود ہیں، جن کو دروازوں سے دھکے دے دیے جاتے ہیں۔ وہ اگر (کسی معاملے میں) خدا کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادے۔ [۴۶]

بلاشبہ یہی فقر ہے جو اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے اور سارا عالم اس کے تابع ہے۔

ایک حدیث ہے:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ، وَطُولُ الْعُمُرِ [صحیح البخاری]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے بعد دو چیزیں بھی اس کے اندر بڑھتی جاتی ہیں، مال کی محبت اور عمر کی درازی۔ [۴۷]

فقر سے بیزاری اور دنیا کی محبت جب جوان ہو تو کیوں کر مسلمان قوت وطاقت کا مظہر ہو سکتا ہے، اسلاف کی زندگیوں میں یہ چیز نہیں تھی۔ اسی لیے وہ وسائل کے نہ ہوتے ہوئے بھی دنیا پر

چھا گئے۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَی عَلَیْكُمْ كَمَا تَدَاعَی الْأَكَلَةُ إِلَی قَصْعَتِهَا ۔ فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ كَثِیرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ اللّٰہُ فِی قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ ۔ فَقَالَ قَائِلٌ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَكَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ ۔ [سنن أبی داود، والبیهقی فی شعب الایمان]

ترجمہ: ۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اقوام عالم تم پر اس طرح دوڑ پڑیں گی۔ جیسے لوگ کھانے کے برتن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ یہ سن کر کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اس زمانے میں بہت کم رہ جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں بلکہ اس زمانے میں تم بہت زیادہ ہوگے دریا کے جھاگ کی طرح بے وزن ہوگے (یعنی کمزور وضعیف)، تمھارا رعب اور تمھاری ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گی، تم بزدل ہو جاؤ گے، کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ "وہن" (ضعف وسستی) کیا چیز ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت (عیش طلبی) اور موت سے ناپسندیدگی۔ [۴۸]

غور فرمایئے فی زمانا ٹھیک ہماری حالت یہی ہے:

ضرب کلیم میں "مسلمانوں کا زوال" کے عنوان سے یہ اشعار ہیں:

اگرچہ زر بھی ہے جہاں میں قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسر تونگی سے نہیں
اگرچہ جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں
سب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندہ مومن کا بے زری سے نہیں
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں

معیشت کا بہتر ہونا تو ضرورت وحاجت کے درجے میں ہے اس لیے کہ بسا اوقات احتیاج کفر کی سرحدوں تک لے جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے: كادة الحاجةان تكون كفرا. (كنوز)

ترجمہ: ارشاد گرامی ہے: ضرورت کبھی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ [۴۹]

یہی حدیث اس طرح بھی مروی ہے۔

كَادَ الْحَاجَةَ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا [كنوز الحقائق للمناوى]

ترجمہ: ارشاد گرامی ہے: قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے۔ [۵۰]

☆ جوانوں میں غیرت وحمیت اور ہمت وطاقت ہو تو پھر میری قلندری سکندری سے کم نہ ہو۔

حدیث:۔ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَغَارُ وَاللَّهُ أَشَدُّ غَيْرًا . [صحيح مسلم]

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ۔مومن غیرت مند ہے اور اللہ اس سے زیادہ غیرت مند ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ [صحيح مسلم،ابن ماجه]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، طاقت ور مومن کم زور مومن سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب اور پیارا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبِ الْقُرَظِيُّ ثنا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ احَبَّ ان يَكُونُ اقوى النَّاسِ فَلْيَتَوَكَّل عَلَى اللَّهِ [حلية الأولياء وطبقات الأصفياء أبو نعيم الأصبهانى، كنوز الحقائق للمناوى]

ترجمہ: محمد بن کب قرظیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جسے سب سے زیادہ قوی ہونا پسند ہو وہ اللہ پر توکل کرے۔

☆ بندۂ مومن کا زوال بے زری سے نہیں بلکہ دنیا کی کشائش اور بہتات اس کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ [۳۵ فاطر ۵]

ترجمہ: اے لوگو! اللہ کا یہ وعدہ ضرور سچا ہے سو ایسا نہ ہو کہ دنیاوی زندگی تم کو دھوکے میں ڈالے رکھے اور ایسا نہ ہو کہ دھوکے باز شیطان اللہ سے تم کو دھوکے میں ڈال دے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ [صحيح البخاری، سنن ابن ماجه]

ترجمہ: حضرت عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔خوش ہو جاؤ اور امید رکھو اس کی جو تم کو خوش کرے (یعنی فتح اسلام کی) سو قسم ہے خدا کی مجھ کو محتاجی کا تم پر ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کھاتا ہوں دنیا کی کشائش اور بہتات سے جیسے اگلی امتوں پر کشائش ہوئی، سو تم دنیا میں حرص اور حسد کرو جیسے انھوں نے کیا اور تم کو دنیا ہلاک کرے جیسے ان کو ہلاک کیا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ دنیا تم کو غفلت میں ڈالے جیسا ان کو غفلت میں ڈالا۔ [۵۱]

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ كَعْب بن عِيَاضٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً، وَإِنَّ فِتْنَةَ أُمَّتِي الْمَالُ [الطبرانی فی الكبير، مسند أحمد]

ترجمہ: حضرت کعب بن عیاضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا، آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ ہر ایک امت کے لیے آزمائش کی ایک چیز ہے اور میری امت کی خاص آزمائش مال ہے۔

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسَ رَسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا [مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف بیٹھے تھے۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تمھارے لیے جن چیزوں سے ڈرتا ہوں، ان میں فتوحات حاصل کرنے کے بعد دنیا کی تروتازگی اور زینت تم کو حاصل ہوگی۔

جب دنیا کی طرف رغبت نہیں رہتی، دل غنی ہو جاتا ہے تو اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے اور وہ ممتاز ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ وَمَنْ كَانَتِ الآخِرَةُ نِيَّتَهُ جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ [ابن ماجه۔ عَنْ زَيْدِ بن ثَابِتؓ]

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا، جس کو فکر و غم صرف دنیا ہی کا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو متفرق کر دیتے ہیں اور اس کے فقر کو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتے ہیں اور جتنا اس کے لیے لکھا ہے اتنا ہی اس کو دنیا میں ملتا ہے اور جس کی نیت صرف آخرت ہو، اللہ تعالیٰ اس کے معاملے کو یکجا کر دیتے ہیں اور اس کا غنا اس کے دل میں لکھ دیتے ہیں اور دنیا اس کے پاس شوق سے آتی ہے۔[۵۲]

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ أَبِي خَلَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ أُعْطِيَ زُهْدًا فِي الدُّنْيَا وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ فَإِنَّهُ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ [ابن ماجه]

ترجمہ:۔ ابوخلاد صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس آدمی کو تم دنیا سے بے رغبت دیکھو (مال و دولت کی طمع نہ ہو) اور وہ شخص کم گو بھی ہو اس کی صحبت میں رہو اس لیے کہ اس کے دل میں حکمت ڈال دی جاتی ہے۔ [۵۳]

ضرب کلیم صفحہ ۳۰ پر ''فقر و ملوکیت'' کے عنوان سے یہ اشعار ہیں:

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے
ضرب کاری ہے اگر سینے میں ہے قلب سلیم
اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے
تازہ ہر عہد میں ہے قصۂ فرعون و کلیم
اب ترا دور بھی آنے کو ہے اے فقر غیور

کھا گئی روح فرنگی کو ہوائے زروسیم
عشق و مستی نے کیا ضبط نفس مجھ پر حرام
کہ گرہ غنچہ کی کھلتی نہیں بے موج نسیم

فقر جب قلب سلیم میں موج زن ہو جاتا ہے تو بے سروسامانی کی حالت میں بھی قوت وطاقت سمٹ آتی ہے اور وہ حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے جو بڑی سے بڑی طاقت کو بھی زیرِ نگیں کر لیتا ہے۔

حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِی ذَرٍّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ قَلْبَہُ لِلاِیْمَانِ وَجَعَلَ قَلْبَہُ سَلِیماً وَلِسَانَہُ صَادِقاً وَنَفْسَہُ مُطْمَئِنَّۃً وَخَلِیقَتَہُ مُسْتَقِیمَۃً [أحمد، والبیھقی فی شعب]

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص کامیاب و بامراد ہوا جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے خالص کر دیا اور اس کے قلب کو صحیح وسالم بنایا۔ (یعنی جس میں ایمان ویقین ہو شک کی آمیزش نہ ہو۔) اور اس کی زبان کو سچائی اور اس کے نفس کو اطمینان عطا فرمایا اور اس کی طبیعت کو سیدھا اور درست کر دیا۔ [۵۴]

، اسی مفہوم کو ''بال جبریل'' میں صفحہ ۷۷ پر اس طرح بیان کرتے ہیں:

فقر کے معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ
علم کا مقصود ہے پاکی عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفت قلب ونگاہ
علم فقیہہ وحکیم ، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ ، فقر ہے دانائے راہ
فقر مقام نظر، علم مقام خبر
فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ
علم کا ''موجود'' اور فقر کا ''موجود'' اور
اشھد ان لا الہ ، اشھد ان لا الہ

علامہ اقبالؒ نے علم اور فقر کے لیے فضائل بیان کر کے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ان دونوں

کے ارتباط سے انسان تکمیل کے مراحل طے کرتا ہے۔

''فقر کا مقصود عفتِ قلب ونگاہ'' کے لیے مخموم القلب والی حدیث دیکھیے، جو آگے آتی ہے۔

علم کے فضائل میں یہ بڑی جامع حدیث ہے:

أَنَّ مُعَاذَ بن جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ ؛ فَإِنَّ تَعَلِيمَهُ لِلهِ خَشْيَةٌ وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ ، وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيحٌ وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ ، وَتَعْلِيمَهُ لِمَنْ لا يَعْلَمُهُ صَدَقَةٌ، وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ ؛ لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَمَنَارُ سُبُلِ اهْلِ الْجَنَّةِ، وَهُوَ الْأَنِيسُ فِي الْوَحْشَةِ ، وَالصَّاحِبُ فِي الْغُرْبَةِ، وَالْمُحَدِّثُ فِي الْخَلْوَةِ ، وَالدَّلِيلُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ ، وَالسِّلَاحُ عَلَى الْأَعْدَاءِ ، وَالزَّيْنُ عِنْدَ الْأَخِلَّاءِ ، يَرْفَعُ اللهُ بِهِ أَقْوَامًا فَيَجْعَلُهُمْ فِي الْخَيْرِ قَادَةً وَأَئِمَّةً يُقْتَصُّ آثَارُهُمْ، وَيُقْتَدِى بِأَفْعَالِهِمْ، وَيُنْتَهِي الَى رَأْيِهِمْ ، تَرْغَبُ الْمَلَائِكَةُ فِي خُلَّتِهِمْ وَبِأَجْنِحَتِهَا تَمْسَحُهُمْ، يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ ، وَحِيتَانُ الْبَحْرِ وَهَوَامُّهُ، وَسِبَاعُ الْبَرِّ وَأَنْعَامُهُ ؛ لِأَنَّ الْعِلْمَ حَيَاةُ الْقُلُوبِ مِنَ الْجَهْلِ وَمَصَابِيحُ الْأَبْصَارِ مِنَ الظُّلَمِ، يَبْلُغُ الْعَبْدُ بِالْعِلْمِ مَنَازِلَ الْأَخْيَارِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَالتَّفَكُّرُ فِيهِ يَعْدِلُ الصِّيَامَ وَمُدَارَسَتُهُ تَعْدِلُ الْقِيَامَ، بِهِ تُوصَلُ الْأَرْحَامُ وَبِهِ يُعْرَفُ الْحَلَالُ مِنَ الْحَرَامِ وَهُوَ امَامٌ وَالْعَمَلِ تَابِعُهُ، يُلْهَمُهُ السُّعَدَاءُ وَيُحْرَمُهُ الْأَشْقِيَاءُ

[جامع بيان العلم وفضله، ابن عبدالبر، و كنز العمال، قال أبو عمر رحمه الله هو حديث حسن]

ترجمہ:۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''علم سیکھو کیوں کہ اللہ کے لیے علم سیکھنا خشیت ہے، اس کی طلب عبادت ہے، اس کا مذاکراہ تسبیح ہے، اس کی بحث تمحیص جہاد ہے، جس کے پاس علم نہیں اس کو تعلیم دینا صدقہ ہے، اہل لوگوں پر علم کو خرچ کرنا بڑا ثواب ہے کیوں کہ یہ علم حلال وحرام کی نشان راہ ہے، اہل جنت کے راستوں کا مینارۂ نور ہے، یہ وحشت کا انیس ہے، بے وطنی میں دولت ہے، خلوت میں باتیں کرنے والا ہے، دکھ سکھ میں رہنما ہے، دشمنوں کے خلاف ہتھیار ہے، دوستوں کے پاس بیٹھنے کے لیے زینت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بہت سی اقوام کو بلند کرتے ہیں اور ان میں خیر خواہی کے قائد اور امام پیدا کرتے ہیں، جن کے نقوش وآثار کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کے کردار کی اقتدا کی جاتی ہے اور ان کی

رائے کو انتہائی درجہ دیا جاتا ہے۔ فرشتے ان کی دوستی کی رغبت رکھتے ہیں، ان کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں، ان کے لیے سر سبز اور خشک مخلوق، سمندر کی مچھلیاں، اس کے جانور، خشکی کے درندے اور جانور ہر ایک (مخلوق) استغفار کرتی ہے کیوں کہ علم جہالت کے مقابلے میں دلوں کی حیات ہے، تاریکیوں کے مقابلے میں بصیرتوں کی شمع ہے، علم ہی کے ذریعے انسان دنیا اور آخرت میں صلحا کے بلند درجات تک پہنچتا ہے، اس میں غور و فکر روزے کے برابر ثواب رکھتا ہے، اس کا پڑھنا اور پڑھانا رات کی عبادت کا ثواب رکھتا ہے۔ اس کی وجہ سے صلۂ رحمی کی جاتی ہے، اسی سے حلال وحرام کا پتا چلتا ہے، یہ عمل کا امام ہے عمل اس کے تابع ہے، اس کا الہام سعادت مندوں کو نصیب ہوتا ہے بدبختوں کو اس سے محروم کیا جاتا ہے۔ (ابو عمرؒ کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے) [۵۵]

علامہ اقبال کہتے ہیں دین اسلام کا دوسرا نام ''فقرِ غیور'' ہے:

لفظ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دین کا ہے ''فقرِ غیور''
خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم
عشق ہو جس کا جسور، فقر ہو جس کا غیور
اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں

غیرت و حمیت، جرأت و ہمت اور استقلال و استقامت مومن کی خاص صفات ہیں۔ علامہ نے دین کے لیے ''فقرِ غیور'' کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے صحابہ و تابعین کا پورا دور نظروں میں گھومنے لگتا ہے۔ ہم اوپر حدیث بیان کر آئے ہیں۔ اَلْمُؤْمِنُ یَغَارُ وَاللّٰہُ اَشَدُّ غَیْرًا [صحیح مسلم] مومن غیرت مند ہے اور اللہ اس سے زیادہ غیرت مند ہے۔ بلاشبہ دین اسلام تقاضا بھی یہی کرتا ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے آگے سرنگوں نہ ہو اور اس صفت کی موجودگی میں مسلمان اللہ کی صفت غیرت سے مملو ہو جاتا ہے، حدیث میں آتا ہے۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ (متفق علیہ، عن ابن مسعودؓ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص انھیں کے ساتھ ہے جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔''

ضرب کلیم میں اپنے فرزند جاوید کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر
جس فقر کی اصل ہے حجازی
اس فقر سے آدمی میں پیدا
اللہ کی شان بے نیازی
یہ فقر جس نے پایا
بے تیغ و سناں ہے مردِ غازی
مومن کی اسی میں ہے امیری
اللہ سے مانگ یہ فقیری

فقر کی اصل تو وہی ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی۔ اسی فقر سے بے نیازی کی شان پیدا ہوتی ہے۔ اس ضمن کی بہت سی حدیثیں ہم بیان کر آئے ہیں اور بے شمار حدیثیں اس سلسلے میں وارد ہوئیں ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ زور اسی پر دیا ہے۔

ایک حدیث ہے:

عَن سعید بن عامر الجُمَحِیُّ سَمِعۡتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ فِی فُقَرَاءِ الۡمُسۡلِمِینَ :یُزَفُّونَ کَمَا یُزَفُّ الۡحَمَامُ ، فَیُقَالُ لَهُمۡ :قِفُوا لِلۡحِسَابِ ، فَیَقُولُونَ :وَاللّٰهِ مَا تَرَکۡنَا شَیۡئًا نُحَاسَبُ بِهِ ، فَیَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :صَدَقَ عِبَادِی ، فَیَدۡخُلُونَ الۡجَنَّةَ قَبۡلَ النَّاسِ بِسَبۡعِینَ عَامًا.[رواه الطبرانی]

ترجمہ: حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ فقراء مسلمین (جنت میں داخل ہونے کے لیے) تیزی سے دوڑیں گے جس طرح کبوتر تیزی سے اڑتا ہے، ان سے کہا جائے گا کہ حساب کتاب کے لیے رکو تو وہ عرض کریں گے قسم خدا کی ہم نے تو کوئی مال و اسباب جمع نہیں کیا جس کا ہم سے حساب لیا جائے تو اللہ جل وعلا فرمائیں گے میرے بندوں نے سچ کہا چناں چہ وہ (امیر) لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ [٥٦]

ایک اور حدیث ہے:

عَنۡ عِمۡرَانَ بۡنِ حُصَیۡنٍ ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ :مَنِ

انْقَطَعَ إِلَى اللهِ كَفَاهُ اللهُ كُلَّ مُؤْنَةٍ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ ، وَمَنِ انْقَطَعَ إِلَى الدُّنْيَا وَكَلَهُ اللهُ إِلَيْهَا [الْمُعْجَمُ الصَّغِيرُ لِلطَّبْرَانِي ، (ابوالشیخ باسنا حسن)۔

ترجمہ: حضرت عمران بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ جو شخص (دنیا سے بے رغبت ہو کر) اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے ذمہ دار ہو جاتے ہیں اور اس کو (ایسی) جگہ سے رزق پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو شخص (اللہ کو چھوڑ کر) دنیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کا کر دیتے ہیں۔ (اس کی کچھ مدد نہیں کرتے)۔[۵۷]

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے فقر کی دعا مانگی ہے۔

حدیث: عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ [ترمذی، ابن ماجه، البيهقی]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے زمرے میں میرا حشر فرما۔[۵۸]

ایک اور حدیث ہے:

عن ابی هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنهُ قال، قال رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّم اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رَزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتاً وفی رواية كفافا."(متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے اللہ! آلِ محمد کو صرف اتنا رزق عطا فرما جو ان کی جان بچائے اور بدن کی قوت کو قائم رکھے اور ایک روایت میں ہے صرف اتنا رزق عطا فرما جو زندگی کو باقی رکھنے کے لیے کافی ہو۔[۵۹]

ضربِ کلیم صفحہ ۳۱ پر "سلطانی" کے عنوان سے یہ شعر ہیں:

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی
کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو
کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ مَنْ

قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا [سنن أبی داود]

ترجمہ: حضرت سھل بن معاذ الجھنیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے قرآن پڑھا اور اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا، قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ حسین ہوگی، جب کہ وہ روشنی دنیا کے گھروں میں ہو، تو سورج آسمان سے ہمارے پاس اتر آئے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) پھر تمھارا کیا گمان ہے خود اس آدمی کے بارے میں جس نے خود یہ عمل کیا ہو۔ [۶۰]

ایک حدیث میں ہے کہ قرآن کریم کے عجائبات ختم نہیں ہوں گے اور جس کے فقر میں قرآنی روح ہو اس کے مقامات کی کچھ انتہا نہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن مَسْعُودٍ قَالَ: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللّٰهِ، فَتَعَلَّمُوا مِنْ مَأْدُبَتِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ حَبْلُ اللّٰهِ وَالنُّورُ الْمُبِينُ وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ، عِصْمَةٌ لِمَنْ تَمَسَّكَ بِهِ، وَنَجَاةٌ لِمَنِ اتَّبَعَهُ، لَا يَزِيغُ فَيَسْتَعْتِبُ، وَلَا يَعْوَجُّ فَيُقَوَّمُ، وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ، وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ [سنن الدارمی]

ترجمہ: حضرت عبیداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقریب کا کھانا ہے تم اپنی پوری کوشش سے اس تقریب کے کھانے کی طرف متوجہ رہو۔ بلاشبہ یہ قرآن اللہ کا عہد ہے، نور مبین ہے، نفع بخش شفا ہے جو اس سے چمٹا رہے گا۔ اس کے لیے پناہ ہوگی (عذاب سے) جو اس کی پیروی کرے گا اس کے لیے نجات ہوگی، اس کے عجائبات ختم نہیں ہوں گے اور بار بار پڑھنے سے لطف کم نہیں ہوگا۔ [۶۱]

علامہ اقبالؔ بڑے پُر امید ہیں کہ اب پھر مسلمان ''فقرِ غیور'' کی دولت سے مالا مال ہوگا۔

اب ترا دور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور
کھا گئی روحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم

بالِ جبریل صفحہ ۸۳ پر یہ رباعی ہے:

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری

خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

گزشتہ صفحات پر روشن ضمیری کی مثال میں دو حدیثیں بیان ہوئی ہیں۔ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اور ایک حضرت ابوذر غفاریؓ کی رجوع کیجیے۔

مومن بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ ایک ناصح پیدا کر دیتا ہے جو اسے ہر برائی سے روکتا ہے۔

حدیث: اذا أراد الله بعبده خيرا جعل له واعظا من قلبه [اخرجه أبو منصور الديلمي في مسند الفردوس من حديث أم سلمة واسناده جيد]

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے سلسلے میں خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک ناصح پیدا کر دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ''مخموم القلب'' کی اصطلاح آئی ہے یعنی پاکیزہ دل، ہر قسم کے کھوٹ سے پاک۔اور فقر کی صفت بغیر مخموم القلب پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ . قَالُوا صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ . [ابن ماجه، والبيهقي في شعب]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں کون سب سے بہتر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر وہ شخص جو ''مخموم القلب'' ہو اور زبان کا سچا ہو، صحابہؓ نے عرض کیا، صدوق اللسان تو ہم سمجھ گئے، مخموم القلب ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔فرمایا وہ شخص جو صاف دل اور خدا ترس ہو، نہ اس میں کھوٹے پن کا میل ہو، نہ سرکش ہو، نہ اس کے دل میں کسی کے لیے کینہ ہو اور نہ حسد ہو۔ [۶۲]

علامہ اقبال کے یہاں قلندری و درویشی فقر کے ہم معنی ہے اور یہ مومن کی خاص صفت ہے، اسی سے خودی کے جوہر کھلتے ہیں۔ان کے کلام میں جگہ جگہ اس سے متعلق اشعار بکھرے پڑے ہیں جن کو ہم نے کسی حد تک سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔سب سے زیادہ جامع اشعار ''مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' میں ہیں۔اس میں ''فقر'' کے عنوان سے چھہتر (۷۶) اشعار کہے ہیں جو اقبال کے تصور فقر کا نچوڑ ہیں، ہم یہاں کوشش کریں گے کہ ہر شعر کا مفہوم بیان کیا جائے اور

اس حدیث کی نشاندہی بھی کی جائے جس سے اس کی مطابقت ہے۔

چیست فقر اے بندگان آب و گل
یک نگاہ راہ میں، ایک زندہ دل

مطلب:۔اے بندگان آب وگل (لوگو) فقر کیا ہے۔ایک راستہ دیکھنے والی نگاہ اور ایک زندہ وجاوید دل۔یعنی صاحب فقر کو بصارت اور بصیرت دونوں حاصل ہوتی ہے۔

صاحب فقر کا سینہ نور خداوندی سے معمور ہوتا ہے۔

حدیث:''**عن ابن مسعود تلک**..........'' یہ حدیث گزر چکی ہے رجوع کیجیے۔

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ یَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ. [سنن الترمذی]

ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔مومن کی فراست سے ڈرو، اس لیے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

فقر کارِ خویش را سنجیدن است
بر دو حرف لاالہ پیچیدن است

مطلب: صاحب فقر اپنے عمل میں سنجیدہ ہوتا ہے، اس کا ہر عمل لاالہٰ کے دوحرف کے دائرۂ کار میں ہوتا ہے۔

مسلمان کی زندگی کلمۂ طیبہ سے مشروط ہے۔

حدیث:۔ **عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّی رَسُولُ اللّٰهِ لَا یَلْقَی اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَیْرَ شَاكٍّ فَیُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ. [مسلم]**

ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں، نہیں ہے کوئی بندہ جو بغیر کسی شک وشبہ کے کامل یقین واذعان کے ساتھ ان دوشہادتوں کے ساتھ اللہ کے سامنے جائے پھر جنت سے روکا جائے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ أَنْ لَا یَسْأَلُنِی عَنْ هَذَا الْحَدِیثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْحَدِیثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِہِ أَوْ نَفْسِہِ [بخاری]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا قیامت کے دن کون شخص ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے احادیث پر تمھاری حرص دیکھ کر ہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا نہ پوچھے گا (پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا) سب سے زیادہ سعادت منداور نفع اٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہے۔[۶۳]

حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع خطبہ دیا۔ اس میں فرمایا:

حدیث: فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِیثِ كِتَابُ اللّٰہِ، وَأَوْثَقَ الْعُرَی كَلِمَةَ التَّقْوٰی، وَخَیْرُ الْمِلَلِ مِلَّةِ إِبْرَاهِیمَ، وَخَیْرُ السُّنَنِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ، وَأَشْرَفُ الْحَدِیثِ ذِكْرُ اللّٰہِ، وَأَحْسَنَ الْقَصَصِ هَذَا الْقُرْآنُ [دلائل النبوۃ للبیہقی۔ عن عقبۃ بن عامر الجہنی]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باتوں میں سب سے سچی بات کتاب اللہ ہے اور پگڈنڈیوں میں سے سب سے زیادہ مضبوط پگڈنڈیوں کلمۃ التقویٰ (لا الہ الا اللہ) ہے اور ملتوں میں سب سے زیادہ بہتر ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور طریقوں میں سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور سب سے اشرف کلام ذکر اللہ ہے اور قصوں میں زیادہ اچھا یہ قرآن ہے۔[۶۴]

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہُ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْإِیمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ عَلَی آخِیَّتِہِ یَجُولُ ثُمَّ یَرْجِعُ إِلَی آخِیَّتِہِ. وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ یَسْهُو ثُمَّ یَرْجِعُ إِلَی الْإِیمَانِ [مسند احمد، و صحیح ابن حبان]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن اور ایمان کی مثل اس گھوڑے کی سی ہے جو اپنے کھونٹے سے بندھا ہوا ہو، وہ اِدھر اُدھر پھر پھرا کر آخر اپنے کھونٹے کے پاس ہی آ جاتا ہے۔ اسی طرح مومن سے بھی بھول چوک ہو جاتی ہے آخر کار وہ ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔[۶۵]

فقر خیبر گیر و با نان شعیر
بستۂ فتراک او سلطان و میر

مطلب: صاحبِ فقر جو کی روٹی کھا کر قلعۂ خیبر فتح کر لیتا ہے، بادشاہ اور امیر اس کے فتراک میں ہیں۔

اس مضمون کو علامہ نے مختلف جگہ باندھا ہے:

بانگ درا میں ''میں اور تو'' کے عنوان سے جو نظم ہے اس میں یہ شعر بھی ہے:

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

بال جبریل میں یہ شعر ہیں:

دلوں کو مرکز مہر و وفا کر
حریم کبریا سے آشنا کر
جسے نان جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازو حیدر بھی عطا کر

بال جبریل میں یہ شعر بھی ہے:

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

اسرار خودی میں یہ شعر ہے:

چو علی در ساز با نانِ شعیر
گردنِ مرحب شکن خیبر بگیر

پیام مشرق میں کہتے ہیں:

ہزار خیبر و صد گونہ اژدر است ایں جا
نہ ہر کہ نانِ جویں خورد حیدری داند

جاوید نامے میں کہتے ہیں:

عشق با نانِ جویں خیبر کشاد
عشق در اندامِ مہ چاکے نہاد

جاوید نامے میں یہ شعر بھی ہے:

حکمِ حق را در جہاں جاری نکرد
نانے از جو خورد و کرّاری نکرد

مثنوی پس چہ باید کرد میں "در حضور رسالت مآب ﷺ" میں فرماتے ہیں:

ایں ز خود بیگانہ ایں مست فرنگ
نانِ جو می خواہد از دستِ فرنگ

حدیث:۔ عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ مِنْ مَرَضٍ. وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ. وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهَا. فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ. يَا عَلِيُّ إِنَّكَ نَاقِهٌ قَالَتْ: فَصَنَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِلْقاً وَشَعِيراً. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مِنْ هذَا، فَأَصِبْ. فَإِنَّهُ أَنْفَعُ لَكَ [سنن ابن ماجه]

ترجمہ: حضرت ام منذر بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے، آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، اور وہ ناتواں تھے ایک بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے، ہمارے پاس کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ ان خوشوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ نے کھانا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! ٹھہرو تم ابھی ناتواں ہو، اُم منذر فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ اور ان کے ہم راہیوں کے لیے چقندر اور جو تیار کیے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں سے کھاؤ یہ تمھارے لیے بہت مفید ہے۔ [٦٦]

ایک حدیث میں ہے:

عنْ يُوسُفَ بنِ عَبْدِالله بنِ سَلَامٍ قالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ، فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً وَقَالَ هَذِهِ ادَامُ هَذِهِ فَأَكَلَهَا. [سنن ابی

داود، والمعجم الکبیر للطبرانی]

ترجمہ:۔ حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کے اوپر ایک کھجور رکھی اور فرمایا یہ سالن ہے اس کا، اور اس کو کھایا۔ [٦٧]

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ شَعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ. [مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ نے دو روز متواتر جو کی روٹی شکم سیر ہو کر نہیں کھائی۔ [٦٨]

ایک حدیث میں ہے:

مامن نبی الّا وقد دعنی الی خبز الشعیر وبارك علیه ومادخل جوفا الا اخرج کل داء فیه وهو قوتّ الانبیاء وطعام الابرار [لغات الحدیث ماده شعیر]

ترجمہ:۔ کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس کو جو کی روٹی کھانے کے لیے نہ بلایا گیا ہو۔ اور اس نے جو کی روٹی پر برکت کی دعا نہ کی ہو، اور جو جہاں پیٹ میں گیا تو پیٹ کی بیماری کو نکال دیتا ہے۔ وہ پیغمبروں کی خوراک ہے اور نیک لوگوں کو کھانا ہے۔ [٦٩]

روض الریاحین میں امام یافعیؒ نے ایک حکایت لکھی ہے:

''نقل ہے کہ حضرت یحییٰ ابن ذکریا علیہ السلام نے ایک روز شکم سیر ہو کر جو کی روٹی کھائی اور اپنے ورد وظائف ادا کیے بغیر ہی سو گئے، حق تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اے یحییٰؑ! کیا تم نے میرے دربار سے اچھا کوئی دربار پا لیا ہے اور میری ہمسائیگی سے کوئی اچھا اور ہمسایہ پا لیا ہے؟ قسم ہے میری عزت وجلال کی اگر تمھیں جنت الفردوس کی ذرا بھی اطلاع ہو جائے تو تمھارا جسم پگھل جائے اور جنت الفردوس کے اشتیاق میں روح نکل جائے اور اگر جہنم کی کچھ خبر ہو جائے تو تمھاری آنکھوں سے آنسو کے ہم راہ پیپ نکلے اور بجائے ٹاٹ کے لوہا پہننے لگو''۔

بعض نے یہ شعر کہے ہیں:

اقنع بالقلیل یحییٰ غنیاً

ان من یطلب الکثیر فقیر

ان خبز الشعیر بالماء والملح
لمن یطلب النجاۃ کثیر

ترجمہ: تھوڑی پر قناعت کر امیرانہ زندگی بسر ہوگی۔ کیوں کہ کثیر کا طالب ہر وقت محتاج اور فقیر رہتا ہے۔ نمک کے پانی کے ساتھ جو کی روٹی طالب نجات کے لیے بہت ہے۔ [۷۰]

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا ست
ما امینیم ایں متاعِ مصطفیٰ ست

مطلب: فقر تو ذوق وشوق اور تسلیم ورضا کا نام ہے۔ یہ دولت رسول اللہ ﷺ کی ہے، ہم تو اس کے امین ہیں۔ بلاشبہ جب بندۂ مومن کو فقر کی دوات مل جاتی ہے تو تسلیم و رضا، صبر و قناعت اور توکل علی اللہ جیسی صفات کا وہ حامل ہو جاتا ہے۔ غیر اللہ کو خاطر میں نہیں لاتا، اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں اور اس کا ہر عمل خیر ہی خیر پر مبنی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَائَهُمْ أَوْ أَبْنَائَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [۵۸ المجادلة. آیت ۲۲]

ترجمہ: جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں، گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے ہی کے کیوں نہ ہوں، ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور سے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے ،اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے، خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِي عَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ . قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ الْفُقَرَاءُ وَالْمُهَاجِرُونَ الَّذِينَ تُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُورُ وَيُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ مَلَائِكَتِهِ ائْتُوهُمْ فَحَيُّوهُمْ. فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ نَحْنُ سُكَّانُ سَمَائِكَ وَخِيرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ أَفَتَأْمُرُنَا أَنْ نَأْتِيَ هَؤُلَاءِ فَنُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ قَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا عِبَادًا يَعْبُدُونِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَتُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُورُ وَيُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً. قَالَ فَتَأْتِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَيَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ)[ابن ماجه،ترمذی]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مہاجرین میں سے فقراء جو گرمی وسردی وغیرہ کے مشکل اوقات میں شریعت کی پابندی کرتے ہیں۔ ان میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی ضرورتیں اس کے سینے میں باقی رہتی ہیں اس کو پورا کرنے کی سکت وہمت نہیں ہوتی۔ فرشتے عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب! ہم تو آپ کے فرشتے ہیں آپ کے کاموں کے محافظ اور ذمہ دار ہیں، آپ کے آسمانوں کے مکین ہیں آپ ان کو ہم سے پہلے جنت میں داخل نہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ میرے وہ بندے ہیں جنھوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور مشکل اوقات میں شریعت پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ جب ان میں سے کوئی فوت ہوتا تھا تو اس کی حاجتیں اس کے سینے میں باقی رہتی تھیں جس کو پورا کرنے کی اس میں طاقت نہ تھی (صبر ورضا کا پیکر بنا ہوا تھا۔) پس اس وقت (جنت) ہر دروازے سے ان کے پاس فرشتے حاضر ہوں گے (اور کہیں گے) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ (الرعد آیت۔۲۴) ''تم پر سلام ہو۔ بوجہ تمھارے صبر (استقامت دین) کے پس آخرت کا گھر کتنا اچھا ہے۔[۱۷]

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ

عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِنَّ عَبْدِي الْمُؤْمِنَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ كُلِّ خَيْرٍ. (مسند أحمد)[۷۲]

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''میرا مومن بندہ ہر خیر کے مرتبہ میں ہے۔''

فقر بر کروبیاں شب خوں زند
بر نوامیس جہاں شب خوں زند

مطلب: فقر فرشتوں پر شب خون مارتا ہے وہ کائنات کی پوشیدہ قوتوں کو تسخیر کرتا ہے۔ بندہ جب فقر کی نعمت سے مالا مال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو جاتا ہے، فرشتے بھی اس کی محبت کے اسیر ہو جاتے ہیں اور کل کائنات اس کے تصرف میں آ جاتی ہے۔

حدیث:۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ[مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو ندا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر، تو جبریل بھی اس سے محبت کرتا ہے، پھر جبریل تمام آسمان والوں میں ندا کراتا ہے کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں بھی اس کو مقبول بنا دیا جاتا ہے۔[۷۳]

ہر مقام دیگر اندازد ترا
از زجاج الماس می سازد ترا

مطلب: اے مسلمان! فقر تجھے کسی اور مقام پر ڈال دیتا ہے۔ تجھے شیشے سے الماس بنا دیتا ہے یعنی تجھے نیابت الٰہی کے منصب پر لے جاتا ہے اور طاقت و قوت کا مظہر بنا دیتا ہے۔ ہیرے کی طرح سخت جو ہر ضرب کو آسانی سے برداشت کر لیتا ہے اور شیشے کو بھی کاٹ دیتا ہے۔

حدیث:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيَاحُ تُفَيِّئُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ بَلَاءٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْزِ لَا تَهْتَزُّ حَتَّى تَسْتَحْصِدَ[مُتَّفَقٌ عَلَيْه]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کی مثال کھیتی کی مانند ہے کہ ہوا اسے ہمیشہ جھکاتی رہتی ہے کبھی دائیں کبھی بائیں، پھر مومن ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے۔ منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے کہ کبھی نہیں ہلتا یہاں تک کہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔[۷۴]

قصیدہ بانت میں حضرت کعب بن زہیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ شعر پڑھا تو آپ نے اصلاح فرمائی اس میں یہی مفہوم ہے۔

ان الرسول لسیف یستضاء بہ

و صارم من یسوف اللہ مسئول

ترجمہ:۔ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور بے نیام اللہ کی تلواروں کی طرح براں وفیصلہ کن ہیں۔ [۷۵]

برگ و ساز او ز قرآن عظیم

مرد درویشے نہ گنجد در کلیم

مطلب: اس کا برگ وساز قرآن عظیم ہے۔ یہ مرد درویش بظاہر بوریے پر متمکن ہوتا ہے لیکن کائنات اس کے قدموں میں ہوتی ہے۔

حدیث: عَنْ عُمَرُ بن الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ أَنّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْکِتَابِ أَقْوَامًا وَیَضَعُ بِهِ آخَرِینَ [مسلم]

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے مرتبے کو بلند کرتا ہے اور بہت سوں کے مرتبے کو گھٹاتا ہے۔

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ أَبِی ذَرٍّ قال: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِکْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ ذِکْرٌ لَكَ فِی السَّمَآءِ وَنُورٌ لَكَ فِی الْأَرْضِ [شعب الایمان للبیهقی]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اہتمام کیا کرو، اس عمل سے

آسمانوں میں تمہارا ذکر ہوگا اور یہ عمل زمین میں تمھارے لیے ہدایت کا نور ہوگا۔ [۷۶]

گرچہ اندر بزم کم گوید سخن
یک دم او گرمئ صد انجمن

مطلب: یہ مردِ فقیر اگرچہ کم گو ہے مگر اس کا ایک دم سو انجمنوں کا حامل ہے۔

حدیث: عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتَ الْعَبْدَ يُعْطَى زُهْدًا فِي الدُّنْيَا، وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ، فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ، فَإِنَّهُ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ [المعجم الکبیر للطبرانی]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو خلادؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ کسی بندے میں دنیا سے بے رغبتی اور اس میں کم سخنی کی صفت پیدا ہوگئی ہے تو اس کی مجالست اختیار کرو کیوں کہ اب اس کو حکمت سکھا دی گئی ہے اسے علم لدونی حاصل ہوگیا ہے۔

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ ترجمان السنۃ میں حکمت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علماء نے حکمت کی تفسیر میں مختلف اقوال لکھ لکھ کر ڈھیر لگا دیا ہے۔ آپ اس حدیث کے ساتھ آیت قرآنی وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ کو پڑھیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حکمت وہ سچی سچی اور پکی پکی باتیں ہیں جو وحی کے طفیل میں اللہ تعالیٰ اپنے عباد صالحین کے قلوب میں اپنی جانب سے القا فرماتا ہے پھر وہ جو کچھ کہتے ہیں سب حکمت ہی حکمت ہوتا ہے، جس طرح اس کا باطن آثار و برکات ایمانی سے منور ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کی زبان کلمات حکمت سے مزین ہو جاتی ہے''۔ [۷۷]

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ أَبِی ذَرٍّ ، قَالَ :قُلْتُ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوْصِنِی قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّمْتِ إِلا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّهُ مَرَدَّةٌ لِلشَّيْطَانِ عَنْكَ وَعَوْنٌ لَكَ عَلَى أَمْرِ دِينِكَ [المعجم الکبیر للطبرانی]

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اکثر اوقات خاموشی کے ساتھ بسر کرنا کیوں کہ یہ عادت شیطان کو پاس پھٹکنے نہیں دیتی اور تمھارے لیے دین کے ہر معاملے میں معاون ہوگی۔ [۷۸]

بے پراں را ذوق پروازے دہد
پشہ را تمکین شہبازے دہد
با سلاطیں در فتد مردے فقیر
از شکوہ بوریا لرزد سریر

مطلب: یہ (مردفقیر) بے پروں کو پرواز عطا کرتا ہے، مچھر کو شاہین کی تمکنت بخشتا ہے۔

یہ (مردِفقیر) بادشاہوں سے ٹکر لینے کی ہمت رکھتا ہے اوراس کے بوریے سے شکوہِ تخت لرزہ براندام ہوجاتا ہے۔ فقر عاجزی وکمزوری نہیں سکھاتا بلکہ یہ تو قوت وطاقت کا نقیب ہے، سخت کوشی اورسعی وعمل کی تعلیم دیتا ہے۔

حدیث: عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَأَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیفِ وَفِی کُلٍّ خَیْرٌ احْرِصْ عَلَی مَا یَنْفَعُکَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَإِنْ أَصَابَکَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّی فَعَلْتُ کَانَ کَذَا وَکَذَا. وَلٰکِنْ قُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ [مسلم باب فی الامر بالقوة وترك]

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قوی مومن ضعیف وکم زور سے زیادہ پیارا ہے یوں دونوں ہی بہتر ہیں۔جو چیز تجھے نفع پہنچائے اس پر حرص کر اور خدا کی مدد وتوفیق طلب کر اور عاجز ودرماندہ بن کر سعی کرنے سے بیٹھ نہ رہ۔اوراگر کبھی کوئی مصیبت پہنچے تو یوں نہ کہہ کہ اگر ایسا کرتا تو ایسا ہوتا۔ بلکہ اس طرح کہہ کہ خدا نے یہی مقدر کیا تھا لہٰذا جیسا اس نے چاہا ویسا ہی کیا کیوں کہ ''اگر'' کے کلمے سے شیطانی عقیدے کا دروازہ کھلتا ہے۔[۷۹]

از جنوں می افگند ہوئے بہ شہر
وارہاند خلق را از جبر و قہر
می نگیرد جز بآں صحرا مقام
کاندرو شاہیں گریزد از حمام

مطلب: یہ مرد (فقیر) اپنے جنوں سے شہر میں ھاؤ ہو (اللہ ھو) کا بازار گرم کردیتا ہے یعنی

سوئے ہوؤں کو جگاتا ہے اور خلق خدا کو جبر وقہر سے نجات دلاتا ہے۔ وہ اس صحرا کو اپنا مقام نہیں بناتا جہاں شاہیں کبوتر سے بھاگتا ہو۔

مردِ فقیر ہمہ وقت اللہ ھو کا بازار گرم رکھتا ہے، اس کی ذات سے ہر ایک کو فائدہ پہنچتا ہے۔

حدیث: عَنْ أَبِی سَعِیدٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتَّى يَقُولُوا مَجْنُونٌ [مسند أحمد، و شعب الايمان للبيهقى، ابو يعلى]

ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا کو اتنا یاد کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں۔

مردِ فقیر بزدلی وکم ہمتی، سستی وکاہلی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ وہ وقت وطاقت کے بل پر ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے۔ عاجزی و درماندگی سے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

حدیث: اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ [بخاری، مسلم، ابو داود، نسائی۔ عَنْ أَنَسٍ]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ میں غم، فکر، عاجزی، سستی، بزدلی، بخل، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ [۸۰]

ایک حدیث میں ہے:

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: اَلْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ [شعب الايمان للبيهقى]

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ پس بہترین شخص مخلوق میں وہ ہے جو خدا کے کنبے کے ساتھ احسان کرے۔

قلب او را قوت از جذب وسلوک
پیش سلطاں نعرۂ او لا ملوک
آتش ما سوزناک از خاک او
شعلہ ترسد از خس و خاشاک او

مطلب: مردِ فقیر کے دل کی قوت جذب وسلوک کی وجہ سے ہے، سلاطین کے سامنے اس کا نعرہ لاملوک ہے۔ (یعنی حقیقی بادشاہ اللہ ہے۔)

ہمارے اندر جو آگ (دہکی ہوئی) ہے اس کی حرارت "فقر" کے سبب سے ہے اور اس کے خس و خاشاک سے شعلہ بھی خوف زدہ رہتا ہے۔

تمام اعضاء و جوارح کی اصلاح کا مدار قلب پر ہے۔ یہی طاقت و قوت کا سرچشمہ ہے۔

حدیث: عَنِ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ . اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ [مُتَّفَقٌ عَلَيه]

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے کہ اگر وہ سنور گیا تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ لوتھڑا انسان کا دل ہے۔ [۸۲]

ایک اور حدیث ہے:

عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَلْبُ مَلِكٌ فَاِذَا صَلَحَ الْمَلِكُ صَلَحَتْ رَعِيَّتُهُ وَاِذَا فَسَدَ الْمَلِكُ فَسَدَتِ رَعِيَّتُه [أبو الشيخ فى العظمة ، وأبو نعيم فى الطب والحكيم ـ عن عائشة]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (تمام اعضاء میں) دل بادشاہ ہے جب بادشاہ صحیح رہے گا تو اس کی رعایا بھی صحیح رہے گی اور جب بادشاہ خراب ہوگا تو اس کی رعایا بھی خراب ہوگی۔

نعرۂ لاملوک کے لیے قرآن حکیم کی یہ آیت دیکھیے:۔

وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ [۲۵. الفرقان آیت.۲]

ترجمہ: اس کی سلطنت میں کوئی شریک نہیں۔ (یعنی حکومت صرف اللہ کی ہے)۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ. (انعام. آیت.۵۷)

ترجمہ: اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه، اَنَّ رَجُلا، قَالَ عِنْدَ الْجَمْرَةِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ [المعجم الكبير للطبرانى]

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے افضل جہاد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: افضل جہاد جابر حکمران کے سامنے حق بات کہنا۔ [۸۳]

ترغیب جہاد کے سلسلے کی اکثر حدیثوں میں قوت وطاقت کے حصول پر زور دیا گیا ہے۔

ایک حدیث ہے:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّینَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِیصَةِ وَعَبْدُ الْخَمِیصَةِ، إِنْ أُعْطِیَ رَضِیَ ، وَإِنْ لَمْ یُعْطَ سَخِطَ ، تَعِسَ وَانْتَکَسَ ، وَإِذَا شِیكَ فَلَا انْتَقَشَ ، طُوبَی لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ ، إِنْ کَانَ فِی الْحِرَاسَةِ کَانَ فِی الْحِرَاسَةِ ، وَإِنْ کَانَ فِی السَّاقَةِ کَانَ فِی السَّاقَةِ ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ یُؤْذَنْ لَهُ ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ یُشَفَّعْ

[بخاری]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: برباد ہو سونے کا غلام، چاندی کا غلام اور چادر وکمبل کا غلام، اگر کچھ مل گیا تو خوش اور نہ ملا تو ناراض، برباد ہوا اور ذلیل ہو، اگر اس کے کانٹا لگ جائے تو نکالنا نصیب نہ ہو۔ شاباش ہے اس بندے کو جو اللہ کی راہ میں گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے تیار ہے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں۔ پیروں پر مٹی جمی ہوئی ہے۔ اگر پہرہ دینے پر لگایا گیا تو پہرہ دے رہا ہے اور اگر لشکر کے پیچھے دستے میں لگا دیا گیا تو وہیں لگا ہوا ہے، اگر اجازت مانگتا ہے تو اسے اجازت نہیں ملتی اور اگر وہ کسی معاملے میں سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش نہیں سنی جاتی۔ [۸۴]

بر نیفتد ملتے اندر نبرد
تا درو باقیست یک درویش مرد

مطلب: کوئی ملت دنیا میں ذلیل وخوار یا محکوم نہیں ہوتی جب تک اس کے درمیان ایک بھی مرد درویش باقی ہوتا ہے۔

ضرب کلیم میں ''مردان خدا'' کے عنوان سے یہ اشعار اسی سے ہم آہنگ ہیں۔

ازل سے فطرت احرار میں ہیں دوش بدوش
قلندری و قبا پوشی و کلہ داری

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
انھیں کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

مردِ خدا یا مردِ درویش یا مردِ مومن جب فقر کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے تو درویشی میں بھی سلطانی شان پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا ہر عمل خیر پر مبنی ہوتا ہے۔

حدیث: عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ [صحیح مسلم]

ترجمہ: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کے ہر معاملے اور ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو خوشی اور راحت و آرام پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہی خیر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ یا رنج پہنچتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے سراسر خیر اور موجب برکت ہوتا ہے۔ [۸۵]

آبروئے ماز استغنائے اوست
سوز ما از شوق بے پروائے اوست
خویشتن را اندریں آئینہ بیں
تا ترا بخشد سلطانِ مبیں

مطلب: ہماری آبرو (صاحب فقر) کے استغنا کے سبب سے ہے اور ہمارا سوز بھی اسی کے شوق بے پروا کی وجہ سے ہے۔

اے مسلمان! تو اس آئینے (شانِ فقر) میں اپنی حالت دیکھ تاکہ تجھے سلطان مبیں عطا ہو۔ مطلب یہ کہ کارکنان قضا و قدر سے تجھے غلبہ و اقتدار حاصل ہو۔

حدیث: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا مَا قُدِّرَ لَهُ [ترمذی، احمد، الدارمی۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ، وعَنْ زَيْدِ بن ثَابِتٍ]

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص

کی نیت یا مقصد اصلی اپنی سعی و کوشش سے آخرت کی طلب ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنا کی کیفیت عنایت فرمادیں گے اور اس کے پراگندہ حال کو درست فرمادیں گے اور دنیا خود بخود اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اور جس شخص کی نیت اپنی سعی و عمل سے دنیا طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ محتاجی کے آثار اس کی بیچ پیشانی اور چہرے پر پیدا فرمادیں گے اور اس کے حال کو پراگندہ کردیں گے۔ اور یہ دنیا تو اس کو اسی قدر ملے گی۔ جس قدر اس کے واسطے پہلے ہی مقدر ہو چکی ہوگی۔ [۸۶]

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ اِذَا اَنَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِيَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيمَا فِي اَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوكَ [سنن ابن ماجه]

ترجمہ: حضرت ابوالعباس سہل بن سعد الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجیے کہ جب میں اس کو کروں تو اللہ رب العزت اور اس کے بندے مجھ سے محبت کرنے لگیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ دنیا کی طرف رغبت نہ کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور اس چیز کی خواہش نہ کرو جو کہ لوگوں کے پاس ہے، لوگ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ [۸۷]

حکمتِ دیں دل نوازی ہائے فقر
قوتِ دیں بے نیازی ہائے فقر

مطلب: علامہ نے اس شعر میں فقر کی بڑی جامع تعریف پیش کی ہے یعنی دین کی حکمت فقر کی دل نوازی ہے اور قوت دیں فقر کی شان بے نیازی کا دوسرا نام ہے۔

فقر کے سلسلے کی جتنی حدیثیں اوپر گزری ہیں ان تمام سے یہ مترشح ہے کہ فقر جب دل کی زینت بن جاتا ہے تو انسان بنی آدم کے لیے ہی نہیں بلکہ خلق خدا کے لیے باعث رحمت بن جاتا ہے۔ اور یہی دین کی حکمت ہے۔ بال جبریل میں اسی بات کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروت حسن عالمگیر ہے مردانِ غازی کا

حدیث: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ [رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد رمایا، خدا کے نزدیک دوستوں میں بہتر وہ دوست ہیں جو اپنے دوست کے خیر خواہ ہوں اور بہترین پڑوسی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے ہم سایوں کے خیر خواہ ہوں۔ [۸۸]

اور جب شان بے نیازی پیدا ہوجاتی ہے تو پھر مسلمان کا منبع ومرجع صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوجاتا ہے پھر وہ کسی بھی قوت کے آگے سر نہیں جھکاتا یہی دین کی قوت اور سر بلندی ہے۔

حدیث: عَزُّ الْمُؤْمِنِ اِسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ. (الطبرانی فی الاوسط. عن سهل بن سعد)

ترجمہ: مومن کی عزت یہ ہے کہ وہ لوگوں سے بے پرواہ ہوجائے۔ [۸۹]

حدیث: عن أبی الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ابْغُونِی فی ضُعَفَائِكُمْ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ. [أَبُو دَاوُدَ، باسناد جيد]

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میری رضامندی کو اپنے ضعیفوں میں تلاش کرو، اس لیے کہ دشمنوں کے مقابلے میں تمھاری مدد اور تم کو رزق تمھارے ضعفاء اور کم زوروں کے سبب سے دیا جاتا ہے۔

دوسرے بند میں علامہ نے ملت اسلامیہ کی غرض وغایت بیان کی ہے کہ دنیا میں اسلام غالب ہو اور اللہ کے نام کا بول بالا ہو، اس کے لیے مسلمان کو اپنی تمام صلاحیتیں اور قوتیں وقف کر دینا چاہیے، اپنے اندر جذبۂ جہاد پیدا کر کے غیر اللہ کی غلامی سے اپنے آپ کو آزاد کرا لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ [۹ التوبة ۳۳]

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کتنے ہی ناخوش ہوں۔

اس بند کے اشعار ہیں:

مومناں را گفت آں سلطان دیں
مسجد من ایں ہمہ روئے زمیں
الاماں از گردش نہ آسماں
مسجد مومن بدست دیگراں
سخت کوشد بندۂ پاکیزہ کش
تا بگیرد مسجد مولائے خویش
اے کے از ترک جہاں گوئی مگو
ترکِ ایں دیرِ کہن تسخیر او
راکبش بودن ازو وارستن است
از مقام آب وگل برجستن است
صید مومن ایں جہانِ آب و گل
باز را گوئی کہ صید خود بہل؟
حل نشد ایں معنی مشکل مرا
شاہیں از افلاک بگریزد چرا
وائے آں شاہیں کہ شاہینی نکرد
مرغکے ازچنگ او نابد بدرد
درکنا می ماند زار و سرنگوں
پر نہ زد اندر فضائے نیلگوں

مطلب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین سے فرمایا: یہ ساری زمین میری مسجد ہے، الاماں الحفیظ آسمان کی گردش تو دیکھو کہ مومنوں کی مسجد دوسروں کے قبضے میں ہے، یعنی اللہ نے ہمیں خلیفۃ الارض بنایا ہے، دنیا کی حکمرانی ہمیں سونپی لیکن افسوس کہ کفار کا اس پر قبضہ ہے۔اے بندگان پاک طینت (مومنین) اٹھو اپنے آقا و مولا کی مسجد کو غیروں کے قبضے سے چھڑالو، کہ تمام روئے زمین تمھارے تصرف میں رکھی گئی ہے۔

اے مسلمان! تو ترک دنیا کا خیال اپنے دل سے نکال دے،اس لیے کہ تو اسلام کا

پیرو کار ہے، تجھے ترک جہاں کا نہیں تسخیر جہاں کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام کی رو سے ترکِ جہاں کا مفہوم ہی تسخیر جہاں ہے۔ یعنی پہلے اسے اپنے قبضے میں لے آؤ پھر خوشنودی حق کے لیے اسے ترک کردو۔

اے مسلمان! یہ جہانِ آب وگل، یہ مادی دنیا تو مومن کا شکار ہے، عجیب بات ہے کہ تو ترک دنیا کی طرف مائل ہے، راہبانہ زندگی کو مسلمان کی شان سمجھتا ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کسی باز سے کہا جائے کہ وہ اپنا شکار چھوڑ دے۔

میں آج تک نہیں سمجھ سکا کہ شاہین افلاک سے کیوں کر گریزاں رہ سکتا ہے یعنی مومن کائنات سے کیوں کر راہ فرار اختیار کرسکتا ہے۔

افسوس کہ شاہین نے اپنی شاہینی فطرت کو چھوڑ دیا کہ کوئی پرندہ اس کے پنجوں میں پھڑ پھڑایا نہیں۔ اور وہ اس فضائے نیلگوں میں پرواز کرنے کی بجائے اپنے آشیانے میں سرنگوں بیٹھا رہا۔ مطلب یہ ہے کہ مومن تو شاہین صفت ہے وہ اس وسیع وعریض فضا میں باطل پرستوں کا شکار کرتا ہے۔

اس بند کے پہلے شعر میں اس حدیث کی تلمیح ہے۔

حدیث: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ [بخاری]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو نہیں دی گئی تھیں، پہلی یہ کہ ایک مہینے کی راہ سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی، دوسری یہ کہ میرے لیے تمام روئے زمین مسجد بنادی گئی اور پاکیزہ ٹھہرادی گئی ہے کہ میری امت کے لوگو پر نماز کا وقت (جہاں بھی) آجائے (وہیں) نماز پڑھ لیں۔ تیسری یہ کہ میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا، چوتھی یہ کہ پہلے انبیاء خاص اپنی قوموں کی ہدایت کے لیے بھیجے جاتے تھے لیکن مجھے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا ہے، پانچویں یہ کہ مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔[۹۰]

رموز بے خودی میں بھی ایک شعر میں یہی تلمیح استعمال ہوئی ہے:

تا ز بخششہائے آں سلطانِ دیں
مسجدِ ما شد ہمہ روئے زمیں

اس پورے بند میں جہد وعمل کی تعلیم دی گئی ہے۔اس حدیث شریف میں یہی بیان ہوا ہے۔

عَنْ انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عُظْمِ الْبَلَاءِ، وَاِنَّ اللہ اِذَا اَحَبَّ قَوْماً ابْتَلَاھُمْ، فَمَنْ رَضِیَ فَلَہُ الرِّضٰی، وَمَنْ سَخِطَ فَلَہُ السَّخَطُ. [رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیثٌ حَسَنٌ]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جزا (اجر وثواب) کی زیادتی تو تنگی اور مشقتوں کے ساتھ ہے۔اللہ تعالیٰ جس کسی قوم کو محبوب رکھتا ہے تو اسے آزمائش سے گزارتا ہے پھر جو اس امتحان پر راضی وخوش رہا رضائے الٰہی کا مستحق ہوا۔اور جس نے اعراض کیا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد ہوا۔[۹۱]

تیسرے بند میں علامہ اقبال نے ''فقر مومن'' اور ''فقر کافر'' کا فرق بتلایا ہے۔کہتے ہیں:

فقر قرآں احتساب ہست و بود
نے رباب و مستی و رقص و سرود
فقر مومن چیست؟ تسخیر جہات
بندہ از تاثیر او مولا صفات
فقر کافر خلوتِ دشت و دراست
فقر مومن لرزۂ بحر و بر است
زندگی آں را سکون غار و کوہ
زندگی ایں را ز مرگ باشکوہ
آں خدا را جستن از ترکِ بدن
ایں خودی را بر فسانِ حق زدن
آں خودی را کشتن و واسوختن
ایں خودی را چوں چراغ افروختن
فقر چوں عریاں شود زیرِ سپر

از نہیب او بلرزد ماہ و مہر
فقرِ عریاں گرمئ بدر و حنین
فقرِ عریاں بانگ تکبیر حسین
فقر را تا ذوق عریانی نماند
آں جلال اندر مسلمانی نماند

مطلب:۔ قرآنی فقر یا فقر مومن کائنات کا احتساب کرتا ہے، وہ ہر لمحہ کائنات میں موجود اشیاء کا حساب رکھتا ہے، حق کی سربلندی کے لیے باطل قوتوں سے برسرپیکار رہتا ہے، اس کی زندگی مسلسل جدوجہد سے عبارت ہوتی ہے۔ وہ تو سکون سے ناآشنا ہوتا ہے، رقص و سرود اور کیف و سرمستی میں غرق ہو کر مقصد تخلیق کو بھولتا نہیں ہے۔ وہ فقر مومن کے بارے میں سوال اٹھاتے ہیں کہ وہ کیا ہے؟ پھر خود ہی جواب دیتے ہیں کہ فقر مومن تو تسخیر کائنات کا دوسرا نام ہے، یہ ساری کائنات انسان کے تابع بنائی گئی ہے۔ اب اس کو مسخر کرنا اس کا کام ہے۔ یہ کام وہی سرانجام دے سکتا ہے جس کے اندر اسلامی فقر کی صحیح روح موجود ہو۔ اس لیے کہ اسلامی فقر سے بندۂ مومن میں صفات خداوندی کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ آسانی کائنات کو مسخر کر سکتا ہے۔

''فقر کافر'' غیر ترک دنیا کی تعلیم دیتا ہے اور اس کا حامل زندگی کی ضرورتوں سے منہ موڑ کر جنگل میں جا کر خلوت گزیں ہو جاتا ہے پھر اس کے قبضۂ قدرت اور حیطۂ اقتدار میں کچھ بھی نہیں رہتا۔ اس کے مقابلے میں مومن فقیر دنیا کو لازمی ضرورتوں کے لیے استعمال کرتا ہے وہ دنیا کے فوائد کا منکر نہیں مگر اس سے غیر ضروری فوائد حاصل نہیں کرتا اور نان جویں پر قناعت کر لیتا ہے۔ پھر اس کے اندر ایسی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ بحر و بر اس کے نام سے لرزہ براندام ہو جاتے ہیں (تاریخ شاہد ہے۔)

کافر اور مومن دونوں ہی خدا کے طالب ہیں فرق یہ ہے کہ کافر دنیا سے الگ تھلگ ہو کر پہاڑوں اور غاروں کی پرسکون فضا میں رہ کر تلاش حق میں مصروف ہو جاتا ہے۔ زندگی کی مصروفیتوں سے تہی دامن ہو کر غاروں میں جا بسنا بذات خود موت ہے اور جب وہ مرجاتا ہے تو ایسی موت کیڑے، مکوڑوں اور حیوانوں کی موت ہوتی ہے۔ لیکن مومن زندگی کی پرفریب فضا کو ترک کر کے حق و باطل کی جنگ میں مصروفِ عمل ہو جاتا ہے۔ اب اس کی زندگی بھی کامیاب اور موت بھی باشکوہ ہو جاتی ہے وہ طبعی موت مرے یا میدان جنگ میں شہید ہو، ہر طرح کامیاب ہے۔

وہ یعنی کافر (غیر اسلامی فقر کا حامل) بدن کی ضرورتوں سے دست کش ہو کر خدا کو تلاش کرتا ہے لیکن یہ (اسلامی فقر کا حامل) خودی کو مٹاتا نہیں بلکہ حق کی سان پر خودی کو تیز کرتا ہے یعنی ضروریات زندگی کو پورا کرتے ہوئے منشاء الٰہی کے مطابق خودی کی تربیت کرتا ہے، پھر وہ حق کی سربلندی کے لیے استادہ ہو جاتا ہے۔

وہ (یعنی غیر اسلامی فقر کا حامل) خودی کو باطل خیال کر کے فنا کر دیتا ہے۔ جلا دیتا ہے۔ (کسی کا مشہور قول ہے۔ خودی کو مٹا دو خدا جب ملے گا۔) اور یہ یعنی مومن خودی کو حق جان کر اسی کی تربیت کرتا ہے اور مثل چراغ روشن و منور کر دیتا ہے۔

فقر (اسلامی فقر) جب زیرِ آسماں عریاں ہوتا ہے یعنی اپنی مخفی قوتوں کا مظاہرہ کرتا ہے تو زمین و آسمان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، اس کی ہیبت سے چاند، سورج لرز اٹھتے ہیں، جانتے ہیں کہ وہ ہم پر بھی کمند پھینک سکتا ہے۔

پھر علامہ ''فقر عریاں'' کی مثال میں جنگ بدر و حنین میں مسلمانوں کی کامیابی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ سب خودی کے مظاہر ہیں اور خودی فقر اسلامی سے ہی تربیت پاتی ہے۔

آخری شعر میں علامہ کہتے ہیں جب سے مسلمان نے فقر کا مظاہرہ ترک کیا یعنی خانقاہ نشیں ہو کر جہد و عمل کو ترک کیا۔ اس کے اندر شان جلال باقی نہیں رہی۔ یعنی وہ سطوت و دبدبہ باقی نہیں رہا جس کے آگے بحر و بر اور مہر و ماہ لرز اٹھتے تھے۔

''فقر قرآں احتساب ہست و بود'' کے مفہوم کو ذیل کی آیات و احادیث کی روشنی میں سمجھیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ [۲۳ المؤمنون ۱۱۵]

ترجمہ: کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی بے کار (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔

اور قرآنی تعلیمات کی رو سے حکمت یہی ہے کہ یہ کائنات تمھارے لیے مسخر کی گئی ہے تم نے اپنے اور بنی نوع انسان کے فائدے کے لیے اسے کس طرح استعمال کیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ

الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا [۱۴ابراهیم ۳۴]

ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی (مینہ) برسایا پھر اس سے تمھاری روزی کے لیے پھل نکالے، اور کشتیوں کو تمھارے قابو میں کر دیا کہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں اور ندیوں کو تمھارے اختیار میں کر دیا اور سورج اور چاند کو تمھارا مسخر کر دیا وہ گھوم رہے ہیں اور رات، دن کو تمھارے تابع بنا دیا اور جو چیز تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے۔

سورۃ الجاثیۃ میں ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ [۴۵الجاثیة۱۳]

ترجمہ: اور مسخر کیا تمھارے واسطے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب کا سب اپنی طرف سے۔

گویا انسان کے ذمہ کائنات کا حساب رکھنا ہے، اس کو اپنے مصرف میں لاتا ہے اس کا ایک دن ضرور محاسبہ ہوگا۔ جہد و عمل کی زندگی کو ترک کر کے رقص و سرود اور کیف و سرمستی میں غرق ہو کر مقصد تخلیق کو بھلا بیٹھنا، ان امور کا جواب تو دینا ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ [۱۵.الحجر. آیت. ۹۳]

ترجمہ: سو آپ کے پروردگار کی قسم (اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھائی ہے۔) ہم ان سب سے ان کے اعمال کی ضرور باز پرس کریں گے۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں یہ حدیث لکھی ہے۔

الدنيا مزرعة الاخرة

ترجمہ: دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

یہ ٹکڑا حدیث کے طور پر بہت مشہور ہے لیکن حدیث نہیں ہے۔ البتہ اس کا مفہوم قرآن حکیم سے مستنبط ہے۔

ملّا علی قاری لکھتے ہیں:

قال سخاوی لم اقف علیہ مع ابراد الغزالی لہ فی الاحیاء قلت معناہ صحیح یقتبس من قولہ تعالیٰ: "مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ" (۴۲۔الشوریٰ۔ آیت۔۲۰)

ترجمہ: حافظ سخاوی کہتے ہیں کہ میں اس سے واقف نہیں۔غزالی نے اس کو احیاء میں ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ معنی کے لحاظ سے یہ ثابت ہے اور قرآن سے مستنبط ہے۔"جو آخرت کی کھیتی کا طالب ہے ہم اس کو اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے۔" [۹۳]

اس اعتبار سے جو اس دنیا کو آخرت کی کھیتی تصور کرتا ہے وہ گویا اپنے اعمال کا محاسبہ کرتا ہے اور صحیح راہ اختیار کرتا ہے۔

فقر مومن چیست .... مولا صفات

اس کے لیے اوپر والی آیت دیکھیے۔اور سورہ لقمٰن کی یہ آیت بھی دیکھیے۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً [۳۱ سورۃ لقمان آیت۔۲۰]

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمھارے لیے مسخر کر دیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمھیں بھرپور دے دیں گے اپنی نعمتیں ظاہر اور پوشیدہ۔

دوسرے مصرعے کے لیے یہ حدیث دیکھیے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ :قِيلَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَيُّ جُلَسَائِنَا خَيْرٌ ؟ قَالَ :مَنْ ذَكَّرَكُمُ اللَّهَ رُؤْيَتُهُ ، وَزَادَ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ ، وَذَكَّرَكُمْ بِالآخِرَةِ عَمَلُهُ [مسند أبی یعلی الموصلی]

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ دریافت کیا گیا، یارسول اللہ ﷺ! ہمارے کون سے ہم نشیں بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس کی زیارت تمھیں اللہ کی یاد دلا دے اور اس کی گفتگو تمھارے علم میں زیادتی پیدا کرے اور اس کا عمل تمھیں آخرت کی یاد دلائے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللَّهُ تَعَالَى [مسند احمد]

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو

تمھارے بہترین لوگ نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جب انھیں دیکھا جائے تو خدا کی یاد آجائے۔

''ارمغانِ حجاز'' میں بھی اس موضوع پر خاصے اشعار ملتے ہیں۔ دراصل علامہ عرصے سے حجاز مقدس کی تڑپ دل میں رکھتے تھے۔ وہ روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر اس دور کے مسلمانوں کی حالت زار کو بیان کر کے اپنے دل کی پوری کیفیت بیان کر دینا چاہتے تھے۔ آخری عمر میں تو یہ شیفتگی بہت بڑھ گئی تھی لیکن علالت کے باعث مجبور ہو گئے تھے، البتہ انھوں نے اپنے دردمند دل میں موج زن خیالات واحساسات کو قرطاس ابیض پر مصور کر کے بارگاہِ رسالت میں پیش کرنے کے لیے اس کتاب کی صورت میں یہ تحفہ تیار کر لیا۔ یہ علامہ کی آخری کتاب ہے اور ان کی وفات کے بعد شائع ہوئی ہے۔ اس میں انھوں نے ان تمام موضوعات کو مختصر اور جامع انداز میں بیان کیا ہے جو ان کی دیگر تصانیف میں تفصیلی طور پر آئے ہیں۔ اس میں انھوں نے اسلام و مسلمان اور تصوف واخلاق کے مختلف موضوعات پر نہایت بلیغ انداز میں اظہار خیال کیا ہے، عشق و وجدان، جبر و قدر، مکان ولا مکان، خودی و بے خودی، صبر وتوکل، استغنا وقناعت اور فقر وغنا وغیرہ موضوعات کو انھوں نے اس میں سمیٹ لیا ہے۔ یہ کتاب ان کے نظریات کی موثر طور پر عکس بندی کرتی ہے۔ بقول یوسف سلیم چشتی صاحب:

> ''اگر کوئی شخص صرف اسی کتاب کو سمجھ کر پڑھ لے تو مرحوم کے تمام بنیادی افکار سے آگاہ ہو جائے گا۔'' [۹۳]

اس کتاب میں انھوں نے فقر کے موضوع پر بہت سے قطعات کہے ہیں جن میں نہایت دردمندی و دل سوزی سے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مسلمانوں کی حالتِ زار بیان کر کے اللہ سے دُعا کی ہے کہ وہ رحم فرمائے اور مسلمانوں کی مدد کرے۔ ہم یہاں وہی قطعات انتخاب کریں گے جن میں فقر کے حوالے سے اظہار خیال کیا گیا ہے۔

مسلماں آن فقیرِ کج کلاہے
رمید از سینۂ او سوزِ آہے
دلش نالد! چرا نالد؟ نداند
نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

مطلب: علامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض گزار ہیں: یا رسول اللہ! یہ مسلمان جو

بادشاہی میں بھی فقیری شان رکھتا تھا آج اس کا سینہ سوزِ محبت سے خالی ہے، اس کا دل رو رہا ہے، نالہ وفریاد کر رہا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس کا دل کیوں رو رہا ہے۔ اے میرے آقا! اس پر نگاہ کرم کیجیے (کہ وہ پھر زندہ ہو سکے) قلب سلیم کے ذیل میں حدیث گزر چکی ہے اس میں یہ بھی ہے

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَخْلَصَ قَلْبَهُ لِلإِيمَا.......... وَقَدْ أَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاعِياً [احمد ، البيهقی فی شعب۔ عن ابی ذرؓ]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامیاب ہوا وہ شخص جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے خاص کر دیا اور اس کے قلب کو سلیم بنا دیا (جس میں شک وشبہ کی کچھ گنجائش نہیں) اور بامراد ہو وہ شخص جس کے دل کو اللہ نے یاد کرنے والا بنا دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی دُعا مانگی تھی۔

اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ [نسائی، ابن حبان۔ عن رفاعة ابن الرافعؓ]

ترجمہ: اے اللہ تو ایمان کو ہمارا محبوب بنا دے، اس کو ہمارے دلوں میں رچا بسا دے اور ہمیں کفر، گناہ اور نافرمانی سے نفرت پیدا کرا دے۔

چہ گویم زاں فقیرے درد مندے
مسلمانے بہ گوہر ارجمندے
خدا ایں سخت جاں را یار بادا
کہ افتاد است از بامِ بلندے

مطلب: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس دردمند فقیر مسلمان کے متعلق کیا عرض کروں جو اپنی ذات کے اعتبار سے بہت بلند مرتبے پر فائز ہے (لیکن اپنی بداعمالیوں کے سبب آج ذلیل وخوار ہے)۔ اے خدا! اس سخت جان کا یار و مددگار ہو جو بہت بلندی سے انتہائی پستی میں آ گرا ہے (یعنی اس نے صدیوں حکمرانی کی ہے، اب غیروں کا غلام بنا ہوا ہے)۔

حق آں دہ کہ مسکین و اسیر است
فقیر و غیرتِ او دیر میر است
بروے او درِ میخانہ بستند
دریں کشور مسلماں تشنہ میر است

مطلب: اے مرے آقا! اس مسلمان کا حق (سرفرازی) اسے عطا فرمایئے کہ وہ مسکین بھی ہے اور غلام بھی۔ وہ فقیر ہے (فقر تو غیرت کا دوسرا نام ہے) لیکن اس کی غیرت ابھی مردہ نہیں ہوئی ہے۔ اس کی غیرت دیر سے ختم ہوگی، اس پر میخانے (فیضان سماوی) کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے، اب وہ اس سلطنت (ہند) میں پیاسا مر رہا ہے اسے پھر سرفرازی عطا ہو۔

اس میں علامہ نے مسکین و اسیر دونوں لفظوں کو ایک ساتھ استعمال کیا ہے۔ قرآن کریم میں بھی دونوں الفاظ متصل بیاں ہوئے ہیں۔ سورۃ الدھر میں ہے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا [۷۶ الدھر آیۃ ۸]

ترجمہ: اور (بندے اللہ کے) کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت پر محتاج کو، یتیم کو اور قیدی کو۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے مسکین و اسیر کے معنی میں لکھا ہے:

"مسکین بمعنی مفلس و بے نوا یا محروم از نعمائے زندگی۔ مسکین بمعنی محروم از دولتِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح اسیر بمعنی اسیر ہوا و ہوس یا بمعنی اسیر فرنگ۔ [۹۴]

مسلماں شرمسار از بے کلاہی است
کہ دینش مرد و فقر خانقاہی است
تو دانی در جہاں میراث ما چیست
گلیمے از قماش بادشاہی است

مطلب: اے آقا! مسلمان محکومی و غلامی کی وجہ سے شرمسار ہے، وہ دینی اعتبار سے مردہ ہو چکا ہے، اس کا فقر بھی خانقاہی ہو گیا ہے (گویا عمل سے گریزاں ہے)۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ہمارا ورثہ کیا ہے، ایک گدڑی جو ہمارے اسلاف کی میراث میں ہمیں ملی ہے، ہمارے اسلاف نے اسی دنیا پر حکومت کی ہے۔ افسوس کہ آج ہم دین و دنیا کی ہر دولت سے محروم ہیں۔

مسلمانوں کی میراث دنیاوی مال و متاع نہیں بلکہ اصل میراث تو فقر کی دولت ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلَكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَكَرْتُكَ [احمد و ترمذی]

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے میرے سامنے یہ بات رکھی کہ وہ میرے لیے مکّہ کے پتھریلے میدان کو سونے سے بدل دیں، میں نے عرض کیا اے میرے رب! مجھے یہ نہیں چاہیے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ جب میں بھوکا رہوں تو آپ سے گڑگڑا کر مانگوں اور آپ کو یاد کروں اور جب میرا پیٹ بھرے تو میں آپ کا شکر کروں اور آپ کی حمد کروں۔[۹۵]

ایک حدیث ہے۔

اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الدِّيْنَارُ وَالدِّرْهَمُ وَ هُمَامُهْلِكَاكُمْ [کنز العمال عن عبداللہ بن مسعودؓ]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی امتوں کو دینار و درہم نے ہلاک کیا یہ دونوں تمھارے لیے بھی مہلک ہیں"۔

ابونعیم نے "حلیہ" میں ابوحازم کا ایک قول نقل کیا:

فَاتِلَ هَوَاكَ أَشَدَّ مِمَّنْ تُقَاتِلُ عَدُوَّكَ [حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: أبو نعيم ج ۳، ص ۲۳۱، طبع دار الكتاب العربي بيروت ۱۴۰۵ھ]

ترجمہ: اپنی خواہشات سے لڑنا دشمن سے برسرِ پیکار ہونے سے زیادہ مشکل ہے۔

احادیث و آثارِ صحابہ سے واضح ہوتا ہے مسلمانوں کی میراث تو اصل میں فقر ہے، یہی وہ دولت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں ملی ہے، مگر افسوس کہ ہم نے اس کی قدر نہ کی اور اپنے ورثے میں ملی ہوئی اس دولت عظمیٰ کو ٹھکرا دیا غیروں کی طرح مادیت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، یقین ہی نہیں رہا کہ اس مادی دنیا سے گزر کر ہمیں ایک دوسرے ہی جہان میں جانا ہے جہاں ہمارا یقین، ہمارے اعمال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہمارا سب سے بڑا ساتھی اور ہمارا دوست ہوگا۔ انھیں کی رہنمائی اور معیت میں ہمیں ایک طویل سفر کرنا ہمارے لیے آسان ہوگا۔

علامہ اقبال نے آگے چل کر اسی دکھ درد کا اظہار کیا ہے اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کا ادراک کر کے ان نکات کی نشاندہی کی ہے جس سے ہماری حالت روز بروز دگرگوں ہوتی جا رہی ہے۔

چند قطعات دیکھیے:

دگرگوں کرد لا دینی جہاں را
ز آثارِ بدن گفتند جاں را

از فقرے کہ با صدیق دادی
بشورے آور ایں آسودہ جاں را

مطلب: لادینیت نے دنیا کو تہہ وبالا کر دیا ہے اور مادیت اس قدر پھیل گئی ہے کہ جان (روح) کو بھی جسم کا ہی حصہ قرار دیا جا رہا ہے۔ اس فقیری و درویشی سے جو حضرت صدیق اکبرؓ کو عطا ہوئی تھی آج کے بے عمل مسلمان میں جوش وولولہ پیدا کر دے۔

فقیراں تا بہ مسجد صف کشیدند
گریبانِ شہنشاہاں دریدند
چو آں آتش درونِ سینہ افسرد
مسلماناں بدرگاہاں خزیدند

مطلب: جب تک مسلمان فقر کی دولت سے مملو رہے مسجدوں میں صف بندی کرتے رہے (یعنی وہ متحد اور باعمل رہے) شہنشاہوں کے گریبان پھاڑتے رہے لیکن جب سے فقر کی آگ مسلمانوں کے سینوں میں بجھی ہے وہ خانقاہیں سجا کر بیٹھ رہے ہیں (عملی زندگی سے کنارہ کش ہو گئے ہیں)۔

مسلماناں بخویشاں در ستیزند
بجز نقش دوئی بر دل نہ ریزند
بنالند ار کسے خشتے بگیرد
ازاں مسجد کہ خود از وے گریزند

مطلب: آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنوں ہی سے لڑ رہے ہیں، اپنے دل پر دوئی (فرقہ پرستی) کے نقش کے سوا کوئی نقش نہیں بنا رہے ہیں (گروہ بندی، فرقہ پرستی، نسلی وعلاقائی تعصب میں مبتلا ہیں، اخوت ومحبت، اتحاد ویگانگت سے کوئی علاقہ نہیں رہا)۔ ان کی حالت تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد کی ایک اینٹ بھی اکھاڑ لے تو وہ چیخ پڑتے ہیں، رونے لگتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ مسجد سے گریزاں رہتے ہیں (یعنی ان میں اسلام کی کسی حد تک محبت تو ہے مگر نفاق کے سبب عملی قوتیں کم زور ہو گئی ہیں)۔

جبیں را پیش غیر اللہ سُودیم
چو گبراں در حضورِ او سرودیم
نالم از کسے ، می نالم از خویش

کہ ما شایانِ شانِ تو بنودیم

مطلب: ہم نے اپنی پیشانی کو غیر اللہ کے آگے جھکا دیا، آتش پرستوں کی طرح اس کی بارگاہ میں نغمہ سرائی کی (یعنی مادی دنیا کی عظمت کے گن گائے)۔ میں کسی کی شکایت نہیں کرتا اپنے ہی آپ سے نالاں ہوں کہ ہم آپ کے شان کے لائق نہیں (ہم نے مادی دولت کے حصول کے لیے فقر جیسی عظیم صفت کھو دی ہے)۔

بدست مے کشاں خالی ایاغ است
کہ ساقی را بہ بزم من فراغ است
نگہ دارم درونِ سینہ آہے
کہ اصلِ او ز دودِ آں چراغ است

مطلب: مے کشوں کے ہاتھوں میں خالی پیالے ہیں اسی لیے ساقی کو میری محفل میں فراغت حاصل ہے (یعنی مسلمانوں کے سینے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو چکے ہیں، اب مساجد و مدارس کیوں کر آباد ہو سکتے ہیں) میں اپنے سینے کے اندر اک آہ سنبھالے ہوئے ہوں کہ اس کی اصل چراغ کے دھویں سے ہے (چراغ کنایہ ہے عشق رسول سے) یعنی میرا سینہ عشق رسول سے روشن و منور ہے۔

حدیث: قَلْبُ الْمُؤمِنْ اَجْرَدُفِیْہِ سَرَاجٍ یَظْھَر [مسند احمد عن ابی سعید الحذری ؓ]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مومن کا دل صاف ہے اس میں چراغ روشن ہے جو حقیقت کو ظاہر کر دیتا ہے۔

سبوئے خانقاہاں خالی از مے
کند مکتب رہِ طے کردہ را طے
ز بزم شاعراں افسردہ رفتم
نواہا مُردہ بیروں افتد از نے

مطلب: خانقاہوں کی صراحیاں (معرفت کی) شراب سے خالی ہیں۔ دینی مدارس اسی راہ کو طے کر رہے ہیں جو پہلے طے کی جا چکی ہیں (پرانی ڈگر پر قائم ہیں)۔ میں شاعروں کی محفل سے افسردہ لوٹ آیا، ان کی بانسری سے جو نغمے نکل رہے ہیں، وہ مردہ ہیں (گویا ان میں جہد و عمل کا کوئی پیغام نہیں ہے بجز حسن و عشق کی داستانوں کے)۔

مسلمانم غریب ہر دیارم

کہ ایں خاکداں کارے ندارم
بایں بے طاقتی در پیچ و تابم
کہ من دیگر بغیر اللہ دُچارم

مطلب: میں مسلمان ہوں، ہر شہر و دیار میں اجنبی ہوں اس لیے کہ مجھے اس مادی دنیا سے کچھ سروکار نہیں۔ میں اپنی اس بے طاقتی پر پیچ و تاب کھا رہا ہوں کہ میں ایک بار پھر غیر اللہ سے دوچار ہوں (مطلب یہ کہ آج پھر باطل طاقت ور ہے اور میں اس کے مد مقابل ہوں، فقر کو چھوڑ کر دینوی دولت کے حصول میں لگا ہوا ہوں، اب کہاں سے قوت و طاقت حاصل ہو کہ ان کا مقابلہ کروں)۔

بآں بالے کہ بخشدی، پریدم
بسوزِ نغمہ ہائے خود تپیدم
مسلمانے کہ مرگ از وے بلرزد
جہاں گردیدم و اُو را ندیدم

مطلب: اے میرے آقا! آپ نے جو شہپر مجھے عطا کیے تھے ان سے میں اڑا (آپ کے طفیل مجھے جو مومنانہ فراست ملی تھی، اس سے کام لیا) اپنے نغموں کے سوز میں تڑپا۔ دنیا میں گھوما پھرا۔ کوئی ایسا مسلمان نظر نہیں آیا جس سے خود موت ڈرتی کانپتی ہو۔

حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنْ اور عبداللہ ابن مسعود کی حدیث اَلنُّوْرُ اِذَادَخَلَ الصَّدْرُ گزر چکی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

شبے پیشِ خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد، نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

مطلب: میں ایک رات خدا کے حضور بہت رویا، گڑگڑایا کہ مسلمان رنج و غم میں مبتلا اور ذلیل ورسوا کیوں ہیں۔ ندا آئی کہ تو نہیں جانتا کہ یہ قوم دل تو رکھتی ہے لیکن محبوب نہیں رکھتی۔ یعنی یہ قوم اپنے آقا و محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دل میں محبت نہیں رکھتی، مادی چمک دمک میں تمام تعلیمات کو بھلا دیا لہٰذا ذلت و رسوائی تو اس کا مقدر ہونا ہی تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [۳۳ الأحزاب ۲۱]

ترجمہ: (ہر قوم کے لیے اس کے پیشوا نمونہ ہوتے ہیں) تمھارے لیے بہتر نمونہ خدا کا رسول ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا [۵۹ الحشر ۷]

ترجمہ: رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو تمھیں دیں اسے قبول کرلو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

حدیث شریف میں ہے:

عن العباس بن عبدالمطلب انه سمع رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِالله رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيناً وبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا. [مسلم]

ترجمہ: حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: ایمان کا مزہ اس نے چکھا اور اس کی لذت اسے ملی جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا رسول اور ہادی ماننے پر دل سے راضی ہوگیا۔ [۹۶]

ایک اور حدیث میں ہے:

عن عبدالله بن عمرو قاله قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ [البغوی فی شرح السنة]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی ہوائے نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ جائے۔ [۹۷]

جب قوم اپنے ہادی و رہبر کی محبت دل سے نکال دیتی ہے، اپنی نفسانی چاہتوں کو بے لگام چھوڑ دیتی ہے، ان تمام تعلیمات کو بھلا دیتی ہے جو اسے اپنے ہادی و رہبر سے ملی ہیں تو پھر یقیناً وہ قوم، اقوام عالم میں بے عزت ہوتی ہے اور ذلیل و رسوا ہوتی ہے۔ ٹھیک یہی مسلمانوں کی حالت ہے۔

نگویم از فروفالے کہ بگذشت
چہ سود از شرح احوالے کہ بگذشت
چراغے داشتم در سینۂ خویش
فسرد اندر دو صد سالے کہ بگذشت

مطلب: میں (مسلمانوں) کی گزشتہ شان و شوکت کی بات نہیں کرتا اور یوں بھی ان حالات کی

تفصیل میں جانے کا کیا فائدہ ہے (سب کو معلوم ہے مسلمانوں کا ماضی کتنا شاندار تھا، اس کے تذکرے سے دکھ ہی ہوتا ہے) میرے سینے میں ایک چراغ روشن تھا (عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا) جو دو سو سال کے عرصے میں بجھ گیا۔ (انگریز کی غلامی کو دو سو سال ہو گئے)۔

نگہبانِ حرم معمارِ دیر است
یقینش مردہ و چشمش بغیر است

ز اندازِ نگاہ او تواں دید
کہ نومید از ہمہ اسبابِ خیر است

مطلب: (آج صورت حال یہ ہے کہ) حرم کا محافظ بت خانے کا معمار بنا ہوا ہے، اس کا یقین مردہ ہو چکا ہے اور اس کی نگاہیں غیر اللہ پر لگی ہوئی ہیں (اللہ سے ہٹ کر) دنیاوی آقاؤں پر مسلمان نظریں جمائے ہوئے ہے، اس کی نگاہوں سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ خیر کے تمام اسباب و وسائل سے ناامید ہو چکا ہے۔

ز سوزِ ایں فقیرِ رہ نشینے
بدہ او را ضمیرِ آتشینے
دلش را روشن و پایندہ گرداں
ز امیدے کہ زاید از یقینے

مطلب: اس رہ نشیں فقیر کے سوز سے (یعنی مجھ دنیا سے بے تعلق فقیر کی شاعری سے) اس (مسلمان) کو ایک آتشیں ضمیر عطا فرما دیجیے۔ اس کے دل کو روشن اور ہمیشہ کے لیے زندہ کر دیجیے اس امید کے سہارے جو پختہ یقین سے پیدا ہوتی ہے (یہی واحد ذریعہ ہے جس سے مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتا ہے۔

علامہ اقبال نے مذکورہ قطعات کے ذریعہ اپنے دل میں مسلمانوں کے لیے اٹھنے والے جذبات کو بہت موثر انداز میں بیان کیا ہے۔ بلاشبہ قرن اوّل کے مسلمانوں کا یقین ہی تو تھا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنایا اور سعی و عمل کی تمام قوتوں کا رخ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف موڑ دیا اور **اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ** ہی ان کے ضمیر کی آواز بن گیا۔ نتیجۂ اطمینان قلب کے ساتھ دونوں جہانوں کی کامیابی سے مسلمان ہم کنار ہوئے اور سارے عالم میں نہ صرف عزت و وقار کی زندگی جیے بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں دنیا

کی رہبری ورہنمائی کی، لیکن افسوس کہ اس دور میں مسلمان نے اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل بھلا دیا، اسے کامیابی وکامرانی کی ہر صورت غیروں کی اطاعت میں نظر آنے لگی، یہ کیسا المیہ ہے کہ خلیفہ الارض ہوتے ہوئے بھی یہ مسلمان غیروں کے آگے کاسہ گدائی لیے پھر رہا ہے۔ اس نے فقر کی عظیم صفت کو چھوڑ دیا، یہ سب اسی کا نتیجہ ہے۔ کاش اب پھر ہم اس صفت کو اپنائیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص صفت تھی اور پھر اپنے اسلاف کی طرح عالم پر چھا جائیں۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَ حُبَّ رَسُوْلِكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنَا اِلٰى حُبِّكَ

حواشی

[۱] اقبال اور قرآن ص ۷، بحوالہ جوہر اقبال، جامعہ ملیہ دہلی، اقبال نمبر، ص ۲۱ ر دسمبر ۱۹۳۸ء

[۲] فکر اقبال از خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر، ص ۱۹، طبع بزم اقبال، لاہور۔ ۱۹۹۲ء

[۳] بخاری و مسلم کی حدیث ہے: لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِینَ (متفق علیه. عن انسؓ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اُس کے دل میں اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو جائے۔

[۴] امام بغوی نے شرح السنۃ میں یہ حدیث بیان کی ہے: لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّی یَکُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ (عن عبدالله بن عمرؓ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی ہوائے نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہو جائے۔ (دل میں عشق کی آگ بھڑکے گی تو محبوب کی ہر ادا کو اپنانا آسان ہو جائے گا)۔

[۵] ''نقوش''، اقبال نمبر اوّل ص ۵۱

[۶] ''اقبال اور انجمن حمایت الاسلام'' شاہد، محمد حنیف، ص ۷۹، طبع لاہور۔ ۱۹۷۶ء

[۷] ایضاً ص ۱۰۲

[۸] ''اقبال نامہ'' اوّل، ص ۱۴۳، مرتبہ شیخ عطاء اللہ طبع اقبال اکیڈمی، پاکستان۔ ۲۰۰۵ء

[۹] ایضاً۔ ص ۱۶۲۔

[۱۰] موضوعات کبیر۔ ملا علی قاری، ترجمہ حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی، مولانا، ص ۳۲۹، طبع قرآن محل، کراچی

[۱۱] ایضاً ص ۳۲۸

[۱۲] ایضاً

[۱۳] ''لغات الحدیث''، مادہ ''فقر'' علامہ وحید الزماں، طبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ۔ کراچی

[۱۴] قاموس الفقہ۔ ج ۴۔ ص ۴۵۶۔ خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا طبع زمزم، پبلشر، کراچی۔

[۱۵] ''مفردات القرآن'' راغب اصفہانی، امام، مادہ ''فقر''، طبع نور محمد کارخانہ تجارت۔ کراچی

[۱۶] لغات القرآن۔ ج ۵، ص ۵۶، طبع ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۶۵ء

[۱۷] النہایة فی غریب الحدیث والأثر لابن الاثیر۔ ج ۳. ص ۸۹۹ طبع المکتبة العلمیة، بیروت. ۱۹۷۹ء

[۱۸] ایضاً. ج ۲ ص ۷۳۹۔

[۱۹] ریاض الصالحین، علامہ نووی، ج ا۔ ص ۳۶۹۔ طبع ادارۂ اسلامیات، کراچی۔ ۲۰۰۴ء

[۲۰] قول متین ترجمہ حصن حصین۔ محمد عبدالعلیم ندوی، مولانا ص ۴۶۳، طبع میر محمد کتب خانہ، کراچی

[۲۱] ایضاً

[۲۲] معارف الحدیث، نعمانی محمد منظور، ج ۲، ص ۲۰۳، طبع دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۵۸ء

[۲۳] مفردات ألفاظ القرآن. للأصفهاني.

[۲۴] ایضاً، و عَوْنِ الْمَعْبُودِ، شرح سنن أبی داود، أبو الطيب محمد شمس الحق، العظیم آبادی .

[۲۵] مفردات ألفاظ القرآن. للأصفهاني

[۲۶] کشاف اصطلاحات للفنون از محمد اعلیٰ تھانوی، قاضی ص ۱۱۱۹۔ طبع۔ سہیل اکیڈمی، لاہور

[۲۷] التذکرۃ للقرطبی۔ ج۔ ا، ص ۵۴۸ طبع

[۲۸] دائرۃ المعارف۔ جامعہ پنجاب (مادہ تصوف)

[۲۹] مصباح التعرف لارباب التصوف، محمد علی حیدر، حافظ۔ ص ۱۹۱۔ طبع مطبع سرکاری ریاست رام پور ۱۳۳۹ھ

[۳۰] کنوز اسرار القدم و خزائن اسرار الکلم، شرح فصوص الحکم، از محمد مبارک العلی، شاہ۔ طبع ثانی۔ کاشانہ علم و ادب کراچی۔ ۱۹۹۴ء

[۳۱] مکاتیب اقبال ۔ ج ا ۔ ص ۴۶۸
[۳۲] اقبال نامہ، ص ۱۰۰
[۳۳] مقالات اقبال از عبدالواحد معینی، ص ۱۶۱، طبع لاہور، ۱۹۶۳ء
[۳۴] ریاض الصالحین، ج ا، ص ۲۰۱
[۳۵] معارف الحدیث از محمد منظور نعمانی، مولانا ۔ ج ۲، ص ۲۹۴ طبع تنویر پریس لکھنؤ، ۱۹۵۸ء
[۳۶] مشکواۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵۸۲، مترجم، قرآن محل، کراچی
[۳۷] معارف الحدیث، ج ۲، ص ۱۰۰
[۳۸] مشکواۃ ۔ ج ۲، ص ۵۷۳
[۳۹] معارف، ج ۲، ص ۹۷
[۴۰] مشکواۃ ۔ ج ۲، ص ۵۶۱
[۴۱] **الادب البخاری فی ابیات صحیح البخاری**، از لطافت الرحمٰن، مولانا ص ۱۲۲، طبع ادارۃ العلم والتحقیق، جامع ابی ھریرۃ خالق آباد، نوشہرہ ۱۹۹۸ء
[۴۲] جواہر الاحادیث، ترجمہ **کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق ، للحافظ عبدالرؤف المناوی** ص ۴۶۹، طبع دار المعارف ملتان ۔ ۲۰۰۲ء
[۴۳] ایضاً، ص ۵۸۹ ۔
[۴۴] **حیات الصحابہ الجز الثالث**، محمد یوسف الکاندھلوی، طبع کتب خانہ فیضی لاہور ۔ ۱۹۹۲ء
[۴۵] رحمت کے خزانے، ترجمہ **المتجر الربح فی ثواب العمل الصالح للدمیاتی، شرف الدین عبدالمؤمن** ۔ از امداداللہ انور، مولانا ص ۶۰۱ طبع دار المعارف ملتان، جولائی ۱۹۹۹ء
[۴۶] ریاض الصالحین ۔ ج ا، ص ۲۹۵
[۴۷] تفہیم البخاری ترجمہ صحیح البخاری از ظہور الباری، مولانا، ج ۳ ۔ ص ۵۲۸ طبع دار الاشاعت، کراچی ۔
[۴۸] معارف الحدیث ۔ ج ۸، ص ۱۰۵ ۔ طبع دار الاشاعت
[۴۹] جواہر الحدیث ۔ ص ۴۹۰
[۵۰] ایضاً ص ۴۹۱
[۵۱] مشارق الانوار ۔ ص ۱۰۷، ترجمہ خرم علی بلہوری، مولانا، طبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی

[۵۲] معارف الحدیث۔ ج ۲، ص ۸۱
[۵۳] سنن ابن ماجہ، ترجمہ وحید الزماں، علامہ۔ ج ۳، ص ۵۰۹۔ طبع اسلامی اکیڈمی، لاہور۔ ۱۹۹۰ء
[۵۴] معارف الحدیث۔ ج ۲، ص ۱۴۲
[۵۵] رحمت کے خزانے۔ ص ۱۷
[۵۶] ایضاً۔ ص ۵۸۶
[۵۷] ایضاً۔ ص ۶۰۱
[۵۸] قول متین ترجمہ حصن حصین
[۵۹] مشکوٰۃ المصابیح (کتاب الرقاق) مترجم۔ ج ۲، ص ۵۶۳، طبع قرآن محل کراچی، سن ندارد
[۶۰] معارف الحدیث۔ ج ۵، ص ۸۷
[۶۱] رحمت کے خزانے۔ ص ۳۹۳
[۶۲] ترجمان السنہ از بدر عالم میرٹھی، مولانا۔ ج ۲، ص ۲۴۱۔ ادارہ اسلامیات، لاہور
[۶۳] البشیر والنذیر۔ ترجمہ ترغیب والترہیب للمنذری از محمد عثمان، مولانا۔ ج ۲، ص ۴۰۴۔ طبع زم زم پبلشرز۔ کراچی۔ ۲۰۰۲ء
[۶۴] حیاۃ الصحابہ مترجم۔ ج ۳، ص ۶۲۳۔ طبع دینی کتب خانہ، لاہور
[۶۵] ترجمان السنہ۔ ج ۲، ص ۲۴۶
[۶۶] مشکواۃ۔ ج ۲، ص ۳۶۰
[۶۷] ایضاً
[۶۸] لغات الحدیث از وحید الزماں، علامہ۔ مادہ ''شعیر'' طبع اصح المطابع کراچی
[۶۹] ریاض الصالحین۔ ج ۱، ص ۳۲۵
[۷۰] روض الریاحین من حکایات الصالحین از محمد عبداللہ بن اسعد الیافعی، امام
[۷۱] ترغیب۔ ج ۵، ص ۸۹
[۷۲] کنوز الحقائق
[۷۳] ریاض الصالحین۔ ج ۱، ص ۲۶۶
[۷۴] جامع ترمذی۔ ترجمہ فضل احمد، مولانا۔ ج ۲، ص ۲۰۲۔ طبع دار الاشاعت۔ کراچی
[۷۵] قصیدہ بانت سعاد

[٧٦] منتخب احادیث از محمد یوسف کاندھلوی، مولانا۔ص ۳۲۹۔طبع دارالاشاعت کراچی

[٧٧] ترجمان السنہ۔ج ۲،ص ۲۲۷

[٧٨] ایضاً

[٧٩] مشکواۃ۔ج ۲،ص ۵۹۴

[٨٠] قول متین ترجمہ حصن حصین۔ص ۴۶۳

[٨١] کنوز الحقائق۔

[٨٢] اللؤ لؤ المرجان۔محمد فواد عبدالباقی۔ص ۳۶۵۔طبع حذیفہ اکیڈمی، لاہور

[٨٣] سنن نسائی ترجمہ فضل احمد، مولانا۔ج ۳،ص ۱۶۵۔طبع دارالاشاعت، کراچی

[٨٤] مشکواۃ۔ج ۲،ص ۵۶۱

[٨٥] معارف الحدیث۔ج ۲،ص ۳۰۰

[٨٦] ایضاً۔ج ۲،ص ۸۱

[٨٧] سنن ابن ماجہ۔ج ۳،ص ۵۰۹ و ریاض الصالحین۔ج ۱،ص ۲۹۳

[٨٨] ریاض الصالحین۔ج ۱،ص ۲۲۳

[٨٩] جواہر الحدیث۔ص ۴۳۵

[٩٠] اللؤلؤ والمرجان۔ص ۱۲۲۸

[٩١] ریاض الصالحین۔ج ۱،ص ۵۹

[٩٢] موضوعات کبیر۔ص ۵۹

[٩٣] شرح ارمغان حجاز فارسی از یوسف سلیم چشتی۔ص ۵،طبع عشرت پبلشنگ ہاؤس، لاہور

[٩٤] ایضاً۔ص ۸۷

[٩٥] ترغیب۔ج ۵،ص ۱۴۹

[٩٦] معارف الحدیث۔ج ۱،ص ۱۳۳

[٩٧] ایضاً۔ص ۱۲۷

مآخذ

١۔قرآن حکیم۔ترجمہ اشرف علی تھانوی۔شاہ عبدالقادر۔طبع تاج کمپنی،لاہور
٢۔اقبال اور قرآن،غلام مصطفیٰ خاں،ڈاکٹر۔طبع ثقافت اسلامیہ لاہور۔١٩٧٧ء
٣۔مفردات القرآن،راغب اصفہانی،امام۔طبع اصح امطابع۔کراچی

حدیث:

١۔الادب البخاری فی ابیات صحیح بخاری. لطافت الرحمٰن،مولانا۔طبع ادارۃ العلم و التحقیق،جامعہ ابی ھریرۃ خالق آباد،نوشہرہ۔١٩٩٨ء
٢۔البشیر النذیر۔ترجمہ ترغیب والترھیب للمنذری۔از محمد عثمان،مولانا۔طبع زم زم پبلشرز، کراچی۔٢٠٠٠ء
٣۔النهایته فی غریب الحدیث والاثر لابن الاثیر،طبع مکتبة العلمیة،بیروت ١٩٧١ء.
٤۔ترجمان السنۃ،بدر عالم میرٹھی،مولانا۔طبع ادارۂ اسلامیات،لاہور
٥۔جواہرالحدیث۔ترجمہ کنوز الحقائق للمناوی،عبدالرؤف، از امداداللہ انور۔طبع دارالمعارف۔ملتان٢٠٠٢ء
٦۔حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء،ابونعیم الاصفهانی،طبع دارالکتاب العربی ،بیروت ١٤٠٥ھ.
٧۔حیاۃ الصحابۃ،محمد یوسف کاندھلوی،مولانا۔طبع کتب خانہ فیضی لاہور۔وترجمہ
٨۔رحمت کے خزانے،ترجمہ المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح .للدمیانی ،شرف الدین عبدالمؤمن۔از امداداللہ انور،مولانا۔طبع دارالمعارف،ملتان۔١٩٩٩ء
٩۔ریاض الصالحین ،للنودی۔ترجمہ عابدالرحمٰن صدیقی،مولانا۔طبع ادارۂ اسلامیات،کراچی، لاہور۔
١٠۔صحاح ستہ،بخاری،مسلم،ترمذی،ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ و دارمی وغیرہ
١١۔قول متین،ترجمہ حصن حصین الجزری،از محمد عبدالعلیم ندوی،مولانا۔طبع میر محمد کتب خانہ آرام باغ

،کراچی۔
۱۲۔کنوز الحائق من حدیث خیر الخلائق .للمنادی ،عبدالرئوف ۔طبع دار الکتب علمیہ ،بیروت .۱۹۹۶ء
۱۳۔لغات الحدیث، وحید الزماں، علامہ۔طبع کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی
۱۴۔اللؤ لؤ و المرجان، محمد فواد عبدالباقی ۔ترجمہ محمد داؤد عبدالحکیم، مولانا۔طبع حذیقہ اکیڈمی، لاہور۔
۱۵۔مسند احمد ،احمد بن حنبل، امام. طبع مؤ سسة قرطبة القاهره.
۱۶۔مشارق الانوار، حسن صغانی لاہوری۔ترجمہ خرم علی بلہوری، مولانا۔طبع نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی۔
۱۷۔مشکواۃ المصابیح۔مترجم طبع قران محل، کراچی
۱۸۔منتخب احادیث، محمد یوسف کاندھلوی، حضرت مولانا۔طبع دارالاشاعت، کراچی
۱۹۔موضوعات کبیر۔ملا علی قاری، ترجمہ حبیب الرحمٰن کاندھلوی، صدیقی، مولانا۔طبع قرآن محل، کراچی

متفرقات:

۱۔اقبال اور انجمن حمایت الاسلام از شاہد محمد حنیف، طبع لاہور
۲۔اقبال نامہ، مرتبہ عطا اللہ شیخ۔طبع اقبال اکیڈمی پاکستان ۲۰۰۵ء
۳۔دائرۃ المعارف جامعہ پنجاب، لاہور
۴۔روض الریاحین من حکایات الصالحین از ابو محمد عبدالله بن اسد الیافعی ،امام .طبع مصر .
۵۔قاموس الفقہ ۔خالد یوسف اللہ رحمانی، مولانا۔طبع زم زم پبلشرز، کراچی
۶۔کشاف اصطلاحات للفنون، محمد اعلیٰ تھانوی، قاضی ۔طبع سہیل اکیڈمی، لاہور
۷۔کلیات اقبال، اردو فارسی۔طبع شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔کراچی ۱۹۷۶ء
۸۔کلیات مکاتیب اقبال، مرتبہ مظفر حسین برنی، سید۔طبع ترتیب پبلشرز، لاہور
.۹۔کنوز اسرار القدم و خزائن اسرار الکلم، شرح فصوص الحکم از محمد مبارک العلی شاہ۔طبع کاشانہ علم و ادب، کراچی۔۱۹۹۴ء
۱۰۔ مصباح التعرف لارباب التصوف از محمد علی حیدر، حافظ۔طبع مطبع سرکاری ریاست رام پور

۱۳۳۹ھ،
۱۱۔ مقالات اقبال۔ از عبد الواحد معینی۔ طبع ۱۹۶۳ء
۱۲۔ مکاتیب اقبال، طبع لاہور

RS: 60/-
ب ت ا
BTA Publishing House
P.O. Box No. 17667, Karachi. 75300
Email: merajami@yahoo.co.uk
Cell: 0321-8291908
اقبالؒ کا تصورِ فقر
ڈاکٹر عبدالمقیت شاکر علیمی